

سیاسی، عسکری اور مذہبی قیادت کا مشترکہ اجلاس

حمد و ستائش اس ذات کے لیے جس نے کارخانہ عالم کو وجود بخشا
اور
دروود و سلام اس کے آخری پیغمبر ﷺ پر جنہوں نے حق کا بول بالا کیا۔

دینی مدارس اپنے پس منظر اور خدمات کے لحاظ سے اسلامی معاشرے کا ایک ایسا حصہ ہیں، جن کی تاریخ اور خدمات سنہرے الفاظ سے لکھنے کے قابل ہے، اسلامی تعلیمات کے احیاء و فروغ اور اسلامی عقائد و شعائر پر حملہ آور مغربی نظریات کی یلغار کا کامیاب مقابلہ ایسی حقیقت ہے جس کا کوئی سلیم العقل شخص انکار نہیں کر سکتا ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی سے لے کر آج تک مدارس دینیہ خاموشی اور یکسوئی کے ساتھ ایک طرف اعتقادی اور نظریاتی فتنوں کا مقابلہ کرتے رہے تو دوسری طرف مسلمانوں میں اسلامی معاشرت کے احیاء اور قرآن و سنت پر عمل کے لیے ایسے مدرسین، خطباء، واعظین، مبلغین، ائمہ مساجد اور اصحاب نسبت افراد قوم کو مہیا کرتے رہے جو اسلامی معاشرہ کے لیے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں۔

برصغیر میں مدارس دینیہ کے اس کردار کا انکار نہیں کیا جاسکتا کہ اس خطہ میں اسلامی شعائر کے احترام اور مسلمہ مذہبی و اخلاقی قدروں کی پابندی مدارس کی مرہون منت ہے، ورنہ یورپ سے اخلاقی و مذہبی قدروں کے خلاف جدیدیت اور آزادی کا جو صور پھونکا گیا ہے اور الحاد، مذہب بیزاری اور عیش پرستی کی جو دعوت عام دی گئی ہے اس نے پوری دنیا میں بلا کسی رکاوٹ اور مقابلہ کے کامیابی حاصل کر لی ہے، برصغیر میں اسلامی تہذیب و ثقافت اور ٹھیکہ اسلام ہر عمل کے سوتے اور سرچشمے ان ہی درسگاہوں سے پھوٹتے ہیں، یورپ نے اس حقیقت کو سمجھ لیا ہے اسی لیے امریکا نے جنگ افغانستان کو ”تہذیبی تصادم“ سے تعبیر کیا تھا۔ اس پس منظر میں یہ بات سوچی جا رہی ہے کہ فکر اسلامی کے ان سرچشموں کو بند یا مسدود یا محدود کر دیا جائے، اس کے لیے کئی رخی تدبیریں اختیار کی جا رہی ہیں، ایک

طرف مدارس کے بارے میں غلط فہمیاں پھیلاتے ہوئے انہیں انتہاء پسندی اور دہشت گردی کے مراکز قرار دیا جا رہا ہے، دوسری طرف ان کے ذرائع آمدنی مسدود کرنے کی کوششیں ہو رہی ہیں اور تیسرے حکومت، اس بات کی کوشش کر رہی ہے کہ مدارس کے نصاب تعلیم اور نظام تعلیم میں ایسی تبدیلیاں لائی جائیں جو مدارس کی حریت اور آزادانہ کردار کو ختم کر دے، مدارس سے سرکار کے وفادار اور وظیفہ خور قسم کے علماء برآمد ہوں جو ایوان اقتدار کے چشم و ابرو کو دیکھ کر فتوے دیں اور وعظ کہیں، بالفاظ دیگر مدارس کا حقیقی کردار ختم ہو جائے اور اسلام اپنا دامن سمیٹ کر مسجد اور مدرسہ تک محدود ہو جائے۔

اس عالمی ایجنڈے سے پاکستان کے سیکولر اور لیبرل حلقوں نے بھی فائدہ اٹھایا ہے، دینی مدارس اور علماء کی کردار کشی اسی ذہنیت کا شاخسانہ ہے، بالخصوص ۱۵ دسمبر ۲۰۱۴ء کو سانحہ پشاور کے بعد بعض مخصوص افراد، صحافیوں اور تنظیموں نے دہشت گردی کے سیاق و سباق میں مدارس کا تذکرہ اس انداز میں کرنا شروع کیا کہ گویا کہ ”دینی مدارس ہی دہشت گردی کا منبع ہیں“۔ مدارس کے متعلق اس قسم کے تاثرات کا میڈیا پر اظہار صرف افسوسناک اور قابل مذمت ہی نہیں، مدارس اور علماء کی کھلی ہوئی تنہیک و توہین ہے، مدارس کے طلبہ، اساتذہ اور انتظامیہ کے صبر و حوصلہ کی داد دینی چاہیے کہ انہوں نے اس مسموم فضا میں جلوس نکال کر یاد دہرنے دے کر امن و امان کا مسئلہ پیدا نہیں کیا اور حکومت سے یہی مطالبہ کرتے رہے کہ وہ مدارس کے خلاف اندرونی یا بیرونی مخالفانہ تحریکوں اور پروپیگنڈہ سے اثر لیے بغیر اہل مدارس کا موقف سنے اور حقائق کے مطابق پالیسیاں تشکیل دے، مقام شکر ہے کہ ۷ ستمبر ۲۰۱۵ء کو پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ حکومتی و عسکری قیادت نے دینی مدارس کے پانچوں وفاتوں کے قائدین سے کھلے دل سے مذاکرات کیے، مدارس کی قیادت نے مدارس سے متعلق تمام امور سے ارباب اختیار کو تفصیل سے آگاہ کیا اور مدارس کے خلاف بے بنیاد اور شرانگیز پروپیگنڈہ بند کرنے پر زور دیا، اس اجلاس میں شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی، حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری، مولانا مفتی منیب الرحمن، پروفیسر ساجد میر، مولانا عبدالملک اور علامہ ریاض حسین نقوی نے ”مدارس کا مقدمہ“ دلائل و حقائق اور مشاہدات کی روشنی میں نہایت خوبصورتی کے ساتھ پیش کیا، بالخصوص شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی نے وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف کی جانب سے سب سے پہلے دعوت خطاب دیے جانے پر نہایت سچے تلے الفاظ میں مدارس کے بارے میں منفی پروپیگنڈے اور اس کے اثرات کے بارے میں گفتگو فرمائی، حضرت نے اعلیٰ حکام سے کہا کہ دہشت گردی کے خلاف جنگ میں مدارس حکومت کے ساتھ شانہ بشانہ شریک ہیں مگر یہ امر انتہائی افسوسناک ہے کہ نیشنل ایکشن پلان جو بنیادی طور پر دہشت گردی کے

خاتمے کے لیے ترتیب دیا گیا تھا اس میں مدارس کے تذکرہ سے عمومی طور پر منفی اثرات مرتب ہوئے ہیں اور مدارس کی حیثیت عرفی مجروح ہوئی ہے، مدارس کا دہشت گردی سے قطعاً کوئی تعلق نہیں، حضرت مفتی صاحب کی اس پُر خلوص گفتگو سے تمام حکومتی و عسکری ذمہ داران متاثر ہوئے اور انہوں نے فردا فردا کہا کہ ہم دینی مدارس کے کردار و خدمات کی دل سے قدر کرتے ہیں، دینی مدارس کو اپنی ملی اثاثہ اور قومی سرمایہ تصور کرتے ہیں۔ اور اس حقیقت کو سمجھتے ہیں کہ مدارس کا دہشت گردی کے ساتھ کوئی تعلق نہیں، حضرت شیخ الاسلام کے بعد تمام مدارس کی نمائندگی کرتے ہوئے مدارس کو درپیش مسائل کے متعلق سب سے جامع پُر اثر گفتگو وفاق المدارس العربیہ کے ناظم اعلیٰ اور جامعہ خیر المدارس ملتان کے مہتمم حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری نے کی، مولانا نے مدارس کی رجسٹریشن، کوائف، مدارس میں عصری علوم کی تدریس، اسناد کے معاملہ، غیر ملکی طلبہ کے داخلے اور مدارس کے بینک اکاؤنٹس کے بارے میں مدارس کی پالیسی واضح کرتے ہوئے کہا کہ ان تمام معاملات میں لیت وعل یا ڈیڈ لاک کی حکمت عملی حکومت کی جانب سے ہے، مدارس نے اس سلسلہ میں کبھی بھی عدم تعاون کا مظاہرہ نہیں کیا، ناظم اعلیٰ وفاق المدارس نے اپنی گفتگو میں پُر زور انداز میں مدارس کے خلاف حالیہ چھاپوں اور مدارس کے طلبہ و اساتذہ کو ہراساں کیے جانے کی مذمت کی اور کہا کہ رات کی تاریکی میں بے شمار مدارس پر اس طرح لشکر کشی کی گئی جیسے کسی دشمن ملک کے خلاف کارروائی کی جاتی ہے، بیسیوں گاڑیوں اور سینکڑوں اہل کاروں سمیت مدارس کے محاصرے کیے گئے، طلبہ کے سامنے ان کے اساتذہ کی بے توقیری کی گئی، یہ سلسلہ گزشتہ دس ماہ سے جاری ہے، شاید ہی کوئی چھوٹا بڑا مدرسہ ایسا ہو جہاں چھاپہ نہ مارا گیا، لیکن اللہ تعالیٰ نے اہل مدارس کو سرخرو کیا اور کسی ایک مدرسہ سے بھی کوئی مطلوب شخص یا اسلحہ برآمد نہیں ہوا، مولانا کے اس خطاب نے مدارس کے خلاف منفی تاثرات کے گہرے بادلوں کو کافور کر دیا۔

اس اعلیٰ سطحی اجلاس کی تفصیلی روئیداد حضرت مہتمم صاحب کے قلم سے قارئین الخیر کی خدمت میں پیش ہے، اس کی اہمیت و افادیت اور ضرورت کا تقاضا ہے کہ اہل مدارس خصوصیت سے اس کا مطالعہ کریں اور تندیٰ با مخالف سے شکستہ دل ہوئے بغیر توکل علی اللہ اور تقویٰ کے زاد سفر کے ساتھ راہِ عزیمت و استقامت پر گامزن رہیں۔

مدارس بارے اعلیٰ سطحی اجلاس

مولانا محمد حنیف جالندھری جنرل سیکرٹری وفاق المدارس العربیہ پاکستان

7 ستمبر بروز پیر وزیراعظم ہاؤس اسلام آباد میں دینی مدارس کے بارے میں ایک اہم، منفرد اور تاریخی اجلاس ہوا اس اجلاس اور اس میں ہونے والے فیصلوں کے بارے میں اندرون و بیرون ملک مقیم پاکستانیوں میں غیر معمولی دلچسپی دیکھنے میں آئی۔ مسلسل فون کالوں کا تانتا بندھا ہوا ہے اور ہر کوئی اس اجلاس کی تفصیلات جاننے کے لیے بے تاب ہے۔ آج کے اخبارات اور ذرائع ابلاغ میں اس اجلاس کی جس انداز سے رپورٹنگ ہوئی اس میں بعض چیزیں حقائق کے منافی ہیں اور ان کی وجہ سے کچھ منفی تاثر سامنے آیا ہے جس نے پاکستان اور دینی مدارس سے محبت رکھنے والوں کی بے چینی اور سوالات میں اضافہ کر دیا ہے اس لیے اس بات کی ضرورت محسوس کی گئی کہ اجلاس کی مکمل تفصیلات من و عن پیش کر دی جائیں تاکہ ریکارڈ درست رہے اور لوگوں کے ابہام و تذبذب اور سوالات کا بھی خاتمہ ہو سکے۔

آج کے اخبارات کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ اجلاس کے بارے میں کیا کچھ گھڑا اور چھاپا گیا اور کتنی ہی ایسی چیزیں رپورٹ ہوئیں جن کا اجلاس میں سرے سے تذکرہ تک نہیں ہوا۔ مثال کے طور پر اس بات کی رپورٹنگ کی گئی کہ مدارس کا نصاب تبدیل کیا جائے گا اور مدارس میں اے لیول اور ایلول کی تعلیم لازمی طور پر دی جائے گی یا درہے کہ مدارس عصری تعلیم کو نصاب میں شامل کرنے سے انکاری نہیں لیکن اس طرح کی کوئی بات اجلاس میں سرے سے ہوئی ہی نہیں۔ اسی طرح کسی کو بلاوجہ کافر کہنے، قتل پر اکسانے اور شرانگیز تقاریر وغیرہ سب قابل مذمت ہیں لیکن اجلاس میں ان کا اس طرح ذکر نہیں آیا جس طرح اخبارات اور میڈیا میں رپورٹ ہوا ہے۔ اسی طرح یہ بھی کہا گیا کہ مدارس کے لین دین کے تمام معاملات آئندہ بینکوں کے ذریعے ہوں گے حالانکہ صرف یہ ذکر آیا کہ بعض علاقوں میں بینک جملہ ضروری دستاویزات جمع کروانے کے باوجود مدارس کے اکاؤنٹ کھولنے میں لیت و عمل سے کام لیتے ہیں، تنگ کرتے ہیں اور بلا جواز رکاوٹ ڈالتے ہیں۔ اسی طرح یہ بات چھپی کہ بیرونی امداد کے لیے قانون سازی ہوگی اجلاس میں اس بات کا ذکر تک نہیں ہوا۔ واضح رہے کہ مدارس کسی قسم کی بیرونی امداد لیتے ہی نہیں اس لیے اگر حکومت اس بارے میں قانون سازی کرے تو ہمیں اعتراض نہ ہوگا تاہم حکومت قانون سازی سب کے لیے یکساں طور پر کرے وہ قانون سازی مدارس کے بارے میں امتیازی نہ ہو۔ ان چند مثالوں سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ کس طرح اپنی خواہش کو خیر بنا کر پیش کیا جاتا ہے اور کس طرح ”میزبانیوں“ تخلیق کر کے معاملات کو بگاڑا جاتا ہے۔ ایسا پہلی دفعہ نہیں ہوا بلکہ جب بھی معاملات صحیح رخ پر چلنے لگتے ہیں، پاکستان کے بہتر مستقبل کے کسی سفر کا آغاز ہوتا ہے، کوئی کامیاب اجلاس ہوتا ہے تو کئی منفی قوتیں اور سازشی عناصر کامیاب اجلاس کو ناکام بنانے کی کوشش میں جُت جاتے ہیں اس لیے حکومت اور ارباب مدارس کو ایسے عناصر پر کڑی نظر رکھنی ہوگی۔

بہر حال یہ اجلاس پاکستان کی تاریخ کا ایک اہم اور منفرد اجلاس تھا۔ پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ حکومتی اور عسکری قیادت نے کھلے دل سے مدارس سے متعلق جملہ امور کو سنا، پانچوں وفاقی اور تمام مکاتب فکر کے قائدین نے کھل کر دینی مدارس کے بارے میں جملہ امور پر اظہار خیال کیا۔ اجلاس انتہائی خوشگوار اور افہام و تفہیم کے ماحول میں ہوا۔ اجلاس کے بعد دونوں طرف کے ذمہ داران نے انتہائی تسلی اور اعتماد و اطمینان کا اظہار کیا، بہت سی غلط فہمیوں کا ازالہ ہوا۔ اجلاس میں وزیراعظم میاں محمد نواز شریف، چیف آف آرمی اسٹاف جنرل راجیل شریف، ڈی جی آئی ایس آئی جنرل رضوان اختر، وفاقی وزیر داخلہ چودھری ثار علی خان، وفاقی وزیر مذہبی امور سردار محمد یوسف، وزیر تعلیم میاں بلخ الرحمن شریک ہوئے جبکہ دینی مدارس کی طرف سے راقم الحروف کے علاوہ مولانا مفتی محمد تقی عثمانی، مولانا مفتی منیب الرحمن، پروفیسر ساجد میر، مولانا عبدالمالک، علامہ ریاض حسین نقوی، مولانا ڈاکٹر یاسین نفیر صاحبزادہ عبدالمصطفیٰ ہزاروی، مولانا ڈاکٹر عطاء الرحمن اور علامہ محمد نجفی شریک ہوئے۔

اجلاس کی دو نشستیں ہوئیں پہلی نشست وفاقی وزیر داخلہ کی صدارت میں ہوئی جس میں دینی مدارس کی قیادت کے علاوہ وزارت داخلہ، وزارت تعلیم اور وزارت مذہبی امور کے سیکرٹریز شریک ہوئے یہ نشست دو گھنٹے جاری رہی پھر مختصر وقفے کے بعد دوسری نشست وزیراعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف کی صدارت میں ہوئی، وہ بھی دو گھنٹے تک جاری رہی یوں مجموعی طور پر اجلاس چار گھنٹے جاری رہا۔ وزیراعظم، چیف آف آرمی اسٹاف اور دیگر تمام ذمہ داران نے اجلاس کو خصوصی اہمیت دی جس کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ایک موقع پر جب یہ کہا گیا کہ اجلاس کو مختصر کیا جائے کیوں چیف آف آرمی اسٹاف کی کوئی اور مصروفیت ہے تو چیف آف آرمی اسٹاف نے کہا اجلاس جب تک جاری رہے گا میں اس وقت تک موجود رہوں گا اجلاس کو ہرگز مختصر نہ کیا جائے۔

اجلاس کے موقع پر اس بات پر اتفاق کیا گیا کہ وطن عزیز پاکستان کے استحکام کے لیے، پاکستان میں امن و امان کے قیام کے لیے، پاکستان سے دہشت گردی، انتہا پسندی اور تشدد کے خاتمے کے لیے حکومتی، عسکری اور دینی قیادت مل کر کردار ادا کرے گی۔ اس موقع پر اس عزم کا اعادہ کیا گیا کہ ملک و ملت کی تعمیر و ترقی کے لیے کسی قسم کی سیاسی وابستگی، کسی قسم کی مفاد پرستی یا دباؤ کو آڑے نہیں آنے دیا جائے گا۔ اسی طرح یہ بھی طے پایا کہ مدارس کے بارے میں جملہ امور بات چیت اور افہام و تفہیم سے طے کیے جائیں گے اور مدارس دینیہ، حکومتی اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کے مابین رابطوں کو مزید بڑھایا جائے گا۔ دینی مدارس سے متعلقہ جملہ طے شدہ معاہدوں پر عملدرآمد کے لیے چودھری ثار علی خان کی سربراہی میں رابطہ کمیٹی تشکیل دی گئی۔

اس اہم ترین اجلاس کے انعقاد کے لیے سب سے اہم اور فعال کردار وفاقی وزیر داخلہ چودھری ثار علی خان کی ذاتی دلچسپی اور سنجیدگی کا تھا جس پر وہ بجا طور پر شکریہ کے مستحق ہیں۔ اجلاس کے آغاز میں وفاقی وزیر داخلہ نے اجلاس کے انعقاد کا پس منظر، اس کے مقاصد اور ایجنڈے کا تفصیل سے تذکرہ کیا۔ اس کے بعد اجلاس میں درج ذیل امور زیر غور آئے۔

اجلاس کی ابتداء میں شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی نے کہا کہ دہشت گردی کے ساتھ مدرسہ کا تذکرہ کرنا، ہر

دہشت گردی کے واقعہ کے بعد دینی مدارس کو ہدف بنالینا انتہائی افسوسناک امر ہے۔ خاص طور پر نیشنل ایکشن پلان جو بنیادی طور پر دہشت گردی کے خاتمے کے لیے ترتیب دیا گیا تھا اس میں مدارس کے تذکرے نے دینی مدارس کے بارے میں عمومی تاثر پر بہت منفی اثرات مرتب کیے۔ دہشت گردی کے ساتھ مدارس کے تذکرے سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ دہشت گردی کے واقعات کے ڈانڈے مدارس سے ملتے ہیں اور دینی مدارس دہشت گردی کا منبع ہیں حالانکہ یہ بات سراسر غلط ہے۔ اس پر تمام حکومتی اور عسکری ذمہ داران نے فرداً فرداً کہا کہ ہم دینی مدارس کے کردار و خدمات کی دل سے قدر کرتے ہیں اور دینی مدارس کو اپنا ملی اثاثہ اور قومی سرمایہ تصور کرتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ مدارس کا دہشت گردی سے کوئی تعلق نہیں۔ اس موقع پر یہ بات بھی آئی کہ جس طرح نیشنل ایکشن پلان میں دینی مدارس کا تذکرہ بے محل ہوا اس سے کہیں بڑھ کر اکیسویں آئینی ترمیم میں دہشت گردی کو مذہب کے ساتھ تھی کر کے اس قانون کو امتیازی اور متنازعہ بنایا گیا۔ ہماری نظر میں دہشت گردی کو مذہب سے نٹھی کرنا نا انصافی ہے دہشت گردی دہشت گردی ہے وہ لسانی، علاقائی یا سیاسی کسی بھی بنیاد پر ہو اس کی روک تھام ہونی چاہیے اس لیے اس بات کی ضرورت شدت سے محسوس کی جا رہی ہے کہ اکیسویں ترمیم کے بعد بائیسویں ترمیم لاکر اس تاریخی غلطی کا ازالہ کیا جائے۔ اس پر اصولی اتفاق کیا گیا لیکن اس پر عملدرآمد کا جائزہ بعد میں لیا جائے گا۔

چونکہ راقم الحروف کو مدارس کا مقدمہ اور مسائل پیش کرنے کی ذمہ داری سونپی گئی تھی اس لیے میں نے دینی مدارس سے متعلقہ معاملات کو ترتیب وار پیش کیا اور اجلاس کو بتایا کہ

☆ دینی مدارس کے بارے میں اس وقت عمومی تاثر یہ ہے کہ مدارس رجسٹریشن سے انکاری ہیں حالانکہ یہ بالکل غلط ہے۔ مدارس نے کبھی بھی رجسٹریشن سے انکار نہیں کیا لیکن رجسٹریشن کے عمل کی پیچیدگی اور حکومتی اہلکاروں کا طرز عمل رجسٹریشن کے راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے اور حال ہی میں جو پیچیدہ اور طویل رجسٹریشن فارم تیار کیا گیا وہ بھی رجسٹریشن کے عمل کو مزید پیچیدہ بنانے کا باعث ہے۔ اس لیے یہ بات طے کی گئی کہ مدارس کی رجسٹریشن کا عمل سہل اور آسان بنایا جائے گا۔ 2005ء کے معاہدے اور طریقہ کار کی روشنی میں رجسٹریشن کا طریقہ کار اور رجسٹریشن فارم تیار کیا جائے گا۔

☆..... دینی مدارس کے کوائف کے بارے میں اجلاس کو بتایا کہ دینی مدارس حکومتی اداروں کو کوائف فراہم کرنے سے نہ تو انکاری ہیں اور نہ ہی کبھی بھی لیت و لعل سے کام لیتے ہیں لیکن کوائف طلبی کا طریقہ کار انتہائی افسوسناک اور توہین آمیز ہے۔ اس وقت ملک بھر میں بیسیوں قسم کے سروے فارم گردش کر رہے ہیں۔ ہر ایس ایچ او اور ڈی پی او نے اپنا الگ فارم تیار کر رکھا ہے، بعض جگہوں پر مدارس کے اساتذہ و طلباء کی بہنوں اور بیٹیوں کے نام اور فون نمبر تک طلب کیے گئے، اس بات پر چیف آف آرمی اسٹاف نے برہمی کا اظہار کیا اور اپنے اسٹاف کو ہدایات جاری کیں کہ اس بات کا سراغ لگایا جائے کہ اس قسم کی نادانی کا مظاہرہ کس کی طرف سے اور کیوں کیا گیا؟ ”اسی طرح کوائف کے معاملے میں سب سے ناقابل فہم عمل یہ ہے کہ ہر دوسرے دن کسی الگ ادارے کے اہلکار کوائف کے حصول کے لیے دینی مدارس میں آتے ہیں اور مدارس کی انتظامیہ کے لیے پریشانی کا باعث بنتے ہیں“ اس لیے

اس بات پر اتفاق کیا گیا کہ کوائف کے لیے ایک ہی ڈیٹا فارم تیار کیا جائے گا اور سال میں ایک یا دو دفعہ کوائف حاصل کر لیے جائیں گے اور بار بار مدارس کو پریشان نہیں کیا جائے گا بلکہ جس ادارے کو مدارس کے کوائف مطلوب ہوں گے وہ براہ راست اہل مدارس کو پریشان کرنے کی بجائے متعلقہ ادارے سے رجوع کرے گا۔

☆..... اس موقع پر دینی مدارس کے خلاف جاری کریک ڈاؤن، چھاپوں اور مدارس کے طلباء کو ہراساں کرنے کے حوالے سے صورت حال سے اجلاس کو تفصیل سے آگاہ کیا۔ شرکاء اجلاس کو بتایا کہ کس طرح رات کی تاریکی میں مدارس پر لشکر کشی کی جاتی ہے، بیسیوں گاڑیوں اور سینکڑوں اہلکاروں کے ساتھ مدارس پر اس طرح یلغار ہوتی ہے جیسے شاید کشمیر میں انڈین آرمی کی طرف سے بھی نہ ہوتی ہو۔ مدارس کے کمسن بچے سہم جاتے ہیں، اساتذہ کی اپنے طلباء کے سامنے بے توقیری کی جاتی ہے، مدارس کی اپنے علاقے میں جو ساکھ ہوتی ہے اسے لمحوں میں تھس نہیں کر دیا جاتا ہے۔ گزشتہ دس ماہ سے یہ سلسلہ جاری ہے اور شاید ہی کوئی چھوٹا بڑا مدرسہ ایسا ہو جس پر چھاپہ نہ مارا گیا ہو ان مدارس سے نہ کوئی مٹھوک شخص برآمد ہوا اور نہ ہی کسی قسم کا اسلحہ یا کوئی اور ممنوعہ چیز پکڑی گئی لیکن اس کے باوجود چھاپے مارے جارہے ہیں اس بارے میں پہلے سے یہ بات طے چلی آرہی ہے کہ مدارس کے بارے میں اگر ٹھوس ثبوت ہوں گے تو متعلقہ وفاق کو اعتماد میں لے کر ان کے خلاف کارروائی کی جائے گی لیکن اب ثبوت تو کجا بلا جواز چھاپے مارے جارہے ہیں، جھوٹے مقدمات بنائے جاتے ہیں، علماء کرام کے نام فورتھ شیڈول میں ڈال دیئے جاتے ہیں اس کی فوری تلافی ہونی چاہیے۔ خاص طور پر بعض مقامی پولیس اہلکار مسلکی یا ذاتی تعصب یا شخصی مفاد کی بنیاد پر کارروائیاں کرتے ہیں ان کی روک تھام کی جانی چاہیے۔ اس پر فیصلہ ہوا کہ آئندہ کسی مدرسہ پر بلا جواز چھاپہ نہیں مارا جائے گا اگر کسی ادارے کے خلاف ٹھوس ثبوت ہوئے تو متعلقہ وفاق کو اعتماد میں لے کر اس کے خلاف کارروائی ہوگی۔ اسی طرح ایسے مدارس جن پر بلا جواز چھاپے مارے گئے یا جن علماء کرام کو بلا وجہ گرفتار کیا گیا۔ جن کے نام کسی عناد کی وجہ سے فورتھ شیڈول میں ڈالے گئے ان معاملات کا کیس ٹوکیس جائزہ لیا جائے گا اور کسی قسم کی زیادتی کے مرتکب اہلکاروں اور افسران کے خلاف تادیبی کارروائی کی جائے گی۔

☆..... یہ سوال بھی اٹھایا گیا کہ مدارس کے بارے میں امتیازی طور پر بار بار اصلاحات اور ریفارمز کی بات کی جاتی ہے حالانکہ ہمارے ہاں تو ہر شعبہ زندگی میں اصلاحات کی ضرورت ہے اس لیے صرف مدارس کو ہدف بنانا درست نہیں۔ اس پر اجلاس میں شریک ایک اہم ذمہ دار کی تجویز پر یہ طے پایا کہ مدرسہ ریفارمز کے بجائے ایجوکیشن ریفارمز کی بات کی جائے گی اور عمومی طور پر ایجوکیشن ریفارمز پر کام کیا جائے گا۔

☆..... اجلاس کے دوران دینی مدارس کے تعلیمی مسائل بھی زیر بحث آئے۔ ہم نے شرکاء اجلاس کو بتایا کہ دینی مدارس کے بارے میں یہ جو تاثر کہ مدارس میں عصری تعلیم کی کوئی گنجائش نہیں اور مدارس عصری مضامین کی تعلیم و تدریس کی مخالفت کرتے ہیں یہ تاثر بالکل درست نہیں مدارس نے از خود عصری تعلیم کو شامل نصاب کر رکھا ہے۔ دینی مدارس اگرچہ بنیادی طور پر دینی تعلیم کے ادارے ہیں لیکن اس کے باوجود ایک حد تک عصری مضامین کو ہم دینی ضرورت سمجھتے ہیں البتہ ہمیں مشکل یہ پیش آتی ہے کہ طلباء کا امتحان کیسے دلوایا جائے اور ہماری اسناد کی حیثیت کیا ہو؟

اس سے بھی زیادہ عجیب امر یہ ہے کہ ہماری عالمیہ کی سند کو تو ایم اے عربی اور ایم اے اسلامیات کے مساوی تسلیم کیا گیا ہے لیکن تحتانی اسناد کو میٹرک، ایف اے اور بی اے کے برابر تسلیم نہیں کیا گیا اس حوالے سے 2010ء میں اس وقت کی حکومت سے ہمارا یہ معاہدہ طے پا گیا تھا کہ دینی مدارس کی پانچوں نمائندہ تنظیمات کو خود مختار امتحانی بورڈ کا درجہ دیا جائے گا لیکن تا حال اس معاہدے پر عملدرآمد نہیں ہوا۔ ہم نے یہ بھی تجویز کیا کہ اگر پانچوں وفاقیوں کو خود مختار امتحانی بورڈ کا درجہ دینا ممکن نہ ہو تو کم از کم اتنا تو کر لیا جائے کہ جس طرح مدارس کی عالمیہ کی سند ایم اے کے مساوی ہے اسی طرح تحتانی اسناد کو میٹرک، ایف اے اور بی اے کے مساوی تسلیم کیا جائے۔ اس پر وزیر تعلیم میاں بلین الرحمن کی سربراہی میں کمیٹی تشکیل پائی جو مدارس کو خود مختار امتحانی بورڈ یا مدارس کی اسناد کی مساوی حیثیت اور اس سے متعلق دیگر امور اور جملہ تجاویز کا جائزہ لے کر اپنی تجاویز پیش کرے گی بعد ازاں اس حوالے سے مزید پیش رفت ہوگی۔

اسی طرح غیر ملکی طلباء کا مسئلہ بھی زیر بحث آیا کہ دینی مدارس میں اس وقت اگرچہ غیر ملکی طلبہ بہت تھوڑی تعداد میں ہیں لیکن انہیں بھی کافی مشکلات کا سامنا ہے ان کے ویزوں میں توسیع نہیں کی جاتی، حالانکہ انہوں نے قانون کے مطابق درخواستیں جمع کروا رکھی ہیں لیکن انہیں بلا وجہ پریشان کیا جاتا ہے اور ان کے بارے میں ان کے اداروں کی انتظامیہ سے کہا جاتا ہے کہ انہیں ڈی پورٹ کر دیا جائے گا ان کے بارے میں ہماری درخواست یہ ہے کہ ان کے ویزوں میں توسیع کی جائے اور انہیں اپنی تعلیم مکمل کرنے دی جائے۔ اسی طرح دنیا بھر کے ایسے طلباء جو پاکستان دینی تعلیم کے حصول کے لیے آنا چاہتے ہیں وہ پاکستان کے سفیر کا کردار ادا کرتے ہیں لیکن ہم نے ان کے لیے اپنے دروازے بند کر رکھے ہیں اور انہیں انڈیا سمیت دیگر ممالک اپنے ویزے دے کر پاکستان کی بدنامی کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ ہمیں تو اس بات کو اپنا اعزاز سمجھنا چاہیے کہ دنیا بھر سے محض دینی تعلیم کے لیے تشنگان علوم پاکستان کا رخ کرتے ہیں ورنہ تو پاکستانی طلباء غیر ملکی یونیورسٹیز میں ڈگریوں اور عصری تعلیم کے حصول کے لیے جاتے ہیں لیکن کوئی غیر ملکی طالب علم ہماری یونیورسٹیز کی طرف رخ بھی نہیں کرتا۔

اسی طرح شرکاء اجلاس کی توجہ مدارس کے بینک اکاؤنٹس کی طرف بھی مبذول کروائی گئی کہ مدارس کے نئے اکاؤنٹ کھلوانے کے حوالے سے جن مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اس کا تذکرہ کیا جائے اور مدارس کی قیادت کی گورنر اسٹیٹ بینک سے ملاقات کروا کر مدارس کے اکاؤنٹس کھولنے کا طریقہ کار، مطلوبہ دستاویزات اور ٹائم فریم طے کیا جائے تاکہ مدارس کا بروقت آڈٹ بھی ہو سکے اور مدارس بارے پر پیگنڈہ بھی بند ہو۔

علامہ پروفیسر ساجد میر نے بطور خاص اس بات کا تذکرہ کیا کہ ہمارے ہاں جو لوگوں کو بلا جواز لاپتہ کر دیا جاتا ہے یہ پاکستان کی بدنامی اور ان کے خاندانوں کے لیے اذیت کا باعث ہے اس لیے تفتیش کو مہینوں اور سالوں تک نہ پھیلا یا جائے بلکہ فی الفور تفتیش مکمل کر کے ان کے خلاف قانونی اور عدالتی کارروائی کی جائے۔

مولانا مفتی منیب الرحمن نے بڑی تاکید کے ساتھ یہ نکتہ اٹھایا کہ دینی قیادت کی میڈیا مالکان سے جلد از جلد ایک ملاقات کروائی جائے۔ جس میں یہ بات طے کی جائے کہ میڈیا پر مذہب کے بارے میں کیا بات زیر بحث لانی ہے

اور کیا نہیں لانی؟ اور اسی طرح ہماری مذہبی اور اسلامی روایات کا کس قدر پاس رکھنے کی ضرورت ہے؟ مولانا مفتی منیب الرحمن نے وفد کی نمائندگی کرتے ہوئے وزیر اعظم سے گلہ کیا کہ وفاقی وزیر اطلاعات پرویز رشید کا مدارس بارے جو بیان سامنے آیا اس پر ہمیں دلی دکھ ہوا اور اس سے زیادہ اس بات کا افسوس ہوا کہ وزیر اعظم نے اس بیان اور اس پر آنے والے شدید عمل کا نوٹس نہیں لیا اس پر وفاقی وزیر داخلہ نے کہا کہ اس بیان کا کوئی جواز نہیں تھا اور اس کا ہمارے پاس کوئی جواب بھی نہیں ہے اس لیے ہم اس پر معذرت کرتے ہیں۔

آخر میں ہم سب نے یہ بات زور دے کر کہی کہ حکومت آج کے اجلاس میں ہونے والے فیصلوں پر عملدرآمد کو یقینی بنائے کیوں کہ ہمارے ہاں سب سے بڑا مسئلہ عملدرآمد کا ہے۔ اسی طرح دونوں طرف سے ان خواہشات کا بھی اعادہ کیا گیا کہ پاکستان کے مفاد کے لیے ہمیں مل جل کر کوشش کرنا ہوگی اور پاکستان کے خلاف ہونے والی ہر سازش کو ناکام بنانا ہوگا خاص طور پر ان قوتوں کو ناکام بنانا ہوگا جو کبھی لسانیت، کبھی سیاست اور کبھی مذہب کی آڑ لے کر پاکستان کو عدم استحکام سے دوچار کرنے پر تلی ہوئی ہیں۔

دینی مدارس کے بارے میں ہونے والا یہ اجلاس انتہائی مفید، موثر، مثبت اور نتیجہ خیز رہا اللہ کرے کہ اس سے وابستہ امیدیں حقیقت میں تبدیل ہوں۔ اور فیصلوں پر خلوص نیت کے ساتھ فوری عمل ہو۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا قاضی عبدالکریم رحمہ اللہ اور جنرل (ر) حمید گل کی رحلت

گزشتہ ماہ شیخ الحدیث حضرت مولانا قاضی عبدالکریم آف کلاچی طویل علالت کے بعد انتقال فرما گئے، انا

لہو وانا الیہ راجعون

حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ دارالعلوم دیوبند کے فاضل اور استاذ العلماء حضرت مولانا خیر محمد جالندھری قدس سرہ کے محبوب شاگرد تھے، ۱۹۳۵ء میں خیر المدارس جالندھری میں استاذ العلماء حضرت مولانا خیر محمد صاحب رحمہ اللہ سے مشکوٰۃ شریف تک کتابیں پڑھنے کے بعد دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے اور شیخ الحدیث حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ اور دیگر اکابر اساتذہ سے علم حدیث حاصل کیا، حضرت مولانا خیر محمد رحمہ اللہ کی نسبت سے حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کی جامعہ خیر المدارس سے محبت و عقیدت مثالی تھی، آپ رحمہ اللہ کے برادر زادگان (حضرت مولانا قاضی عبداللطیف صاحب کے صاحبزادگان) نے دورہ حدیث کی تعلیم جامعہ خیر المدارس میں حاصل کی، ان دنوں حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ کی صحت بہت اچھی تھی اس لیے سال میں دو تین مرتبہ خیر المدارس ملتان تشریف لاکر خدام کو زیارت و خدمت کا موقع عطا فرماتے، صاحب فراموش ہونے تک باقاعدگی سے ”الخیر“ کے لیے مقالات تحریر فرماتے رہے، احقر کے ساتھ بھی ”الخیر“ کی وجہ سے محبت کا تعلق تھا، بعض اوقات ۴، ۴ صفحات پر مشتمل ناصحانہ مکاتیب سے سرفراز فرماتے، وضاحت فرمادیتے

کہ یہ اشاعت کے لیے نہیں، آپ کے مطالعہ کے لیے ہے، احقر کی کوئی تحریر پسند آجاتی تو ازراہ بندہ نوازی حضرت ۛ حوصلہ افزائی فرماتے۔ ایک مرتبہ ”خصوصی عدالت برائے انسداد دہشت گردی“ کے ایک جج نے علماء اور دینی مدارس کو ختم کر دینے کے لیے یہ تجویز پیش کی کہ ان کی ہر طرح کی امداد بند کر دی جائے، اسی طرح علماء کی دکانداریاں ٹھپ ہو جائیں گی اور یہ مشقت سے نان جویں حاصل کرنے کے لیے مارے مارے پھریں گے“ راقم نے اس عجلت میں ایک مختصر شذرہ بعنوان ”آواز سگاں کم نہ کند رزق گدار“ تحریر کیا، حضرت قاضی صاحب ۛ نے ملاحظہ فرمایا تو بہت خوشی کا اظہار فرمایا اور تحریر فرمایا کہ ”خالفین علوم دینیہ کی چیخ و پکار اس بات کی دلیل ہے کہ مورچہ مضبوط ہے اور نشانہ ٹھیک لگ رہا ہے“ اس کے ساتھ آپ ۛ نے ایک تفصیلی مضمون لکھا جس میں علماء و طلبہ کی غربت و مسکنت کے ساتھ ان کے صبر و استقامت اور عزیمت کا تذکرہ بہت بلند الفاظ میں فرمایا۔ حضرت ۛ نے لکھا ”اسی خیر المدارس کو ۱۹۳۵ء میں ہم نے دیکھا اس کی ساری کائنات ایک چھوٹی سی مسجد، چار کمرے، جن میں ایک کتب خانہ، ایک دارالاہتمام، ایک نابالغ بچوں کا کمرہ اور ایک جوان طلبہ کا کمرہ تھا، صحن بالکل ندارد، ایک مختصر حوض اور دو غسل خانے، قضاے حاجت کے لیے طلباء بیرون شہر جنگل جاتے۔

۱۹۴۷ء میں دشمن نے نہ صرف جالندھر سے بلکہ اپنے ملک سے بھی باہر نکالا تو آج مسبب الاسباب کی غیبی طاقت سے وہ بلا کسی جھجک کے دس کروڑ کا تعمیری منصوبہ پیش کر رہا ہے (یہ تحریر ۱۴۱۳ھ، ۱۹۹۳ء) کی ہے، اب بفضل اللہ جامعہ خیر المدارس کے صرف سالانہ اخراجات ۵ کروڑ روپے سے زائد ہیں)

علوم دینیہ کے طلبہ قرآن و سنت کی تعلیم و تعلم کے لیے کن مشقتوں سے گزرتے ہیں، اس کا ذکر کرتے ہوئے حضرت قاضی صاحب ۛ نے تحریر فرمایا کہ ”یہ ناکارہ راقم الحروف جن ایام سعادت میں خیر المدارس جالندھری میں تھا، غالباً ۱۹۳۵ء کا واقعہ ہے، ہمارے ایک ساتھی تھے، ان کا نام حافظ عبدالغنی تھا، روٹی کم ملی تھی مسافر طلبہ کی تعداد داخلہ کے وقت اڑتالیس تھی، صرف اور صرف روٹی کی کمی کے باعث چند دنوں میں ۳۲ رہ گئی، خیر الاساتذہ حضرت مولانا خیر محمد ۛ نے ایک رات ہم طلبہ کو اکٹھا کیا، کھانے کے متعلق تفصیلات دریافت کیں، روٹی کی قلت معلوم کر کے پوچھا کہ اس سے کس طرح گزارہ ہوتا ہے، تو حافظ صاحب مذکور الصدر کے متعلق معلوم ہوا کہ وہ رات کو چنے کی کچھ دال پیالے میں بھگو کر رکھ لیتے ہیں، صبح وہی دال کھا لیتے ہیں، ناشتہ کا لفظ ہم نے سند یافتہ ہونے کے بعد کہیں سنا، تعجب ہے کہ جج صاحب بھوک کے بھوت سے ان لوگوں کو ڈرا رہے ہیں جن کا ایمانی و علمی سلسلہ اس فخر موجودات علیہ الف الف الصلوات و التسلیمات سے جاملتا ہے، جن کا طرہ امتیازی ہی ”الفقر فخری“ تھا۔

حضرت قاضی صاحب ۛ کا وصال تقریباً ۹۷ سال کی عمر میں ہوا، آپ ۛ نے پوری زندگی تعلیمی و تدریسی اور دینی و سیاسی جدوجہد میں گزاری، محمود المملۃ حضرت مولانا مفتی محمود ۛ کے دور میں نفاذ اسلام کی

جدوجہد میں فعال اور جمعیت علماء اسلام کی مجلسِ عاملہ کے رکن رہے، آپ ﷺ کے والد گرامی حضرت مولانا قاضی نجم الدین صاحب ﷺ تبحرِ عالم اور مفتی تھے، ”نجم الفتاویٰ“ ان کی علمی یادگار ہے، حضرت قاضی صاحب ﷺ نے اپنے والد مرحوم کی نسبت سے کلاچی میں ”نجم المدارس“ کے نام سے مدرسہ قائم فرمایا، جس کا شمار اس وقت خیبر پختونخواہ کے درجہ اول کے جامعات میں ہوتا ہے۔

حضرت قاضی صاحب ﷺ کی رحلت ان کے قریبی اعزہ، خاندان اور تمام علمی حلقوں کے علاوہ جامعہ خیر المدارس کے لیے بھی بہت بڑا سانحہ ہے کہ ہم اپنے نہایت شفیق و مخلص اور صاحبِ نسبت بزرگ کی دعاؤں سے محروم ہو گئے، اللہ تعالیٰ ان کی خدمات کو قبول فرمائیں اور اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائیں، آمین۔

جنرل (ر) حمید گل کی رحلت

گزشتہ ماہ آئی ایس آئی کے سابق سربراہ لیفٹیننٹ جنرل (ر) حمید گل بھی انتقال کر گئے ہیں، انا للہ و

انا الیہ راجعون۔

جنرل حمید گل کا شمار پاک فوج کے غیر معمولی ذہین، مدبر اور اصحابِ فراست جنرلوں میں ہوتا تھا وہ بنیادی طور پر دیندار اور حق گو انسان تھے، اسلام اور پاکستان سے ان کی محبت مثالی تھی، پیشہ وارانہ حوالے سے وہ ایک قابل ترین جنرل، ایک محب وطن پاکستانی اور نظریاتی مسلمان تھے۔

جہادِ افغانستان کے چوٹی کے رہنماؤں گلبدین حکمت یار، پروفیسر برہان الدین ربانی، پروفیسر عبدالرسول سیاف اور آخر میں ملا محمد عمر مجاہد سے ان کے مخلصانہ قریبی تعلقات تھے، جنرل مرحوم امریکا اور بھارت کی اسلام اور پاکستان دشمن پالیسیوں کے سب سے بڑے ناقد اور مخالف رہے، ایسی حوالے سے وہ مختلف اسلامی جماعتوں کے قریب رہے۔

ذاتی حوالہ سے وہ ایک دیندار صالح، اہل علم سے محبت سے رکھنے والے سادہ منش انسان تھے، چند سال قبل رائے ونڈ کے سالانہ تبلیغی اجتماع میں پیدل جاتے ہوئے راستہ میں جنرل صاحب سے ملاقات ہوئی، ہماری طرح انہوں نے بھی بستر اپنے کندھے پر ڈالا ہوا تھا، جمعیت علماء اسلام کے رہنما حافظ حسین احمد صاحب ان کے ہمراہ تھے، ہمارے قافلے میں راقم کے علاوہ حضرت مولانا مفتی محمد انور زید مجدہم، مولانا عبدالمنان صاحب (ناظم جامعہ خیر المدارس) اور مولانا محمد عمران تھے، دو تین کلومیٹر کا فاصلہ خوشگوار رفاقت میں طے ہوا، جسے حضرت حافظ حسین احمد صاحب کی گفتگو کی شگفتگی اور بذلہ سنجی نے مزید ہر لطف بنا دیا۔

ادارہ ”الخیر“ جنرل صاحب کی اچانک جدائی پر سوگوار اور ان کی مغفرت اور ارفع درجات کے لیے دعا گو ہے۔ اللہ تعالیٰ آخرت کی تمام منازل کو آسان فرمائیں۔

حکیم الامت، مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ نے فرمایا

ملفوظات حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

مرسلہ حضرت مولانا منظور احمد صاحب استاذ جامعہ المدارس ملتان

ملفوظ : ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ جب تک دل ملا ہوا نہیں ہوتا، خدمت لیتے ہوئے شرم معلوم ہوتی ہے غیرت آتی ہے، دل پر بوجھ معلوم ہوتا ہے، طبیعت مکدر ہوتی ہے مگر عام طور پر لوگ خدمت کو ادب سمجھتے ہیں، گو اس سے اذیت ہی ہو، ادب کہتے ہیں راحت پہنچانے کو نہ کہ خدمت کرنے کو یا پچھلے پیروں بٹنے کو خوب سمجھ لو، بعض ایسے کوڑ مغزوں اور بدنہوں سے واسطہ پڑتا ہے کہ جب آنکس گے ستاتے ہوئے اور میں جوان باتوں کو طار ہر کر دیتا ہوں، اسی وجہ سے بدنام ہوں، دوسری جگہوں میں ایسے بدتمیزوں کی چالپوسی اور دل جوئی کی جاتی ہے اور میرے یہاں الحمد للہ بجائے دلجوئی کے دشوئی ہوتی ہے۔

ملفوظ : ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا بعض لوگوں کو یہ مرض ہوتا ہے کہ دوسروں کو ترغیب دیتے ہیں کہ فلاں بزرگ سے بیعت و تلقین کا تعلق پیدا کر لو، مجھ کو اس سے بے حد نفرت ہے اس میں شبہ ہوتا ہے کہ شاید ان بزرگ نے اس کام کے لیے آدمی چھوڑ رکھے ہیں اور اس سے زیادہ کیا مضرت ہوگی کہ طالب کو مطلوب اور مطلوب کو طالب بنایا جاتا ہے، ایک ایسے ہی نادان معتقد نے اس سے بڑھ کر یہ کیا کہ ایک مجنون کو یہاں پر بھیج دیا اور یقین دلایا کہ وہاں کے تعویذ سے اچھے ہو جاؤ گے، اس نے آکر مجھ سے تعویذ مانگا چونکہ میں جنون کا تعویذ نہیں جانتا، میں نے انکار کر دیا، وہ خفا ہو کر چلا گیا اور قصبہ ہی میں ایک دوکان پر بیٹھ کر کہا کہ میں اوزار لایا ہوں، قتل کر دوں گا، مجھ کو تعویذ نہیں دیا، یہ مضرتیں ہیں، یہ ہود باتوں میں دین کا بھی ضرر اور دنیا کا بھی ضرر، کسی غرض کے لیے کسی سے کسی کا نام لینا بہت ہی برا طریقہ ہے، ایک خیر خواہ صاحب کو اس کا بہت شوق ہے وہ شب و روز اسی ہی فکر میں رہتے ہیں کہ ساری دنیا کا تعلق یہاں ہو جائے، نیت تو بری نہیں مگر طریقہ کار برا ہے، میں نے ان سے کہا کہ جس مقصود کے لیے آپ ایسا کرتے ہیں اس کا ایک بہت اچھا طریقہ ہے وہ یہ کہ میں پانچ چھ نام بتلاؤں دیتا ہوں، طالب کو بجائے کسی ایک معین کے متعدد نام بتلا دیے جائیں، پھر اس کا جس طرف رجحان ہو، یہ طریق زیادہ بہتر اور نافع ہے، اس میں کوئی مفسدہ نہیں، چونکہ وہ اہل فہم ہیں، انہوں نے بھی سن کر اس کو پسند کیا اور انتخاب و ترجیح کا طریقہ بھی بتلا دیا جائے وہ یہ کہ سب کے پاس اپنے حالات کے خطوط لکھو جس کا جواب شافی ہو اس سے تعلق پیدا کر لو، سو اس طرح کے مشورہ میں کوئی حرج نہیں تم خود تعین مت کرو اس سے غیرت آتی ہے، نیز بوجہ مفاسد کے یہ بناء الفاسد علی الفاسد ہے یہ تعلق ہی بناء ہے آئندہ کے تمام معاملات کی، اگر یہی ٹھیک نہ ہوئی تو پھر وہ مثل ہو جاوے گی کہ

خشت اول چوں نہد معمار کج تا ثریا می رود دیوار کج
کچی یا ٹیڑھی بنیاد رکھنا نہایت برا ہے ہمیشہ خرابی رہے گی
(جاری ہے، از الافاضات الیومیہ ص ۸۱ تا ۸۲)

افادات شیخ العرب والعجم

حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی (رحمۃ اللہ علیہ)

مرسلہ حضرت مولانا منظور احمد صاحب (استاذ الحدیث جامعہ خیر المدارس، ملتان)

بحوالہ شیخ الاسلام کے حیرت انگیز واقعات

گزشتہ سے پیوستہ:

غالباً ۱۹۳۶ء کا تذکرہ ہے مراد آباد میں مجلس عالمہ جمعیت علماء ہند کا اجلاس ہوا، بحیثیت ناظم جمعیت علماء مراد آباد خدمت استقبال احقر ہی کے ذمہ تھی، حضرت کے قیام حسب دستور محلہ بغیہ میں ہوا، مجلس عالمہ کا اجلاس دوسرے مقام پر تھا، حضرت کے قیام گاہ سے بذریعہ تاگا اجلاس میں تشریف لائے چونکہ ایسے موقعوں پر آمد و رفت کے مصارف کی ادائیگی کو تنظیمین کا فرض سمجھا جاتا ہے اس لیے احقر نے تانگہ کا کرایہ ادا کرنا چاہا لیکن حضرت نے سختی سے منع فرمادیا اور فرمایا کہ میرا وہاں قیام اپنی ذاتی رائے کی بناء پر ہوتا ہے، لہذا اس سلسلہ میں کسی خرچ کا بار جماعت کے مالیہ پر نہیں پڑ سکتا، اس کے بعد مجھ کا کارہ کو ہدایت فرمائی کہ جماعتی اور غیر جماعتی خرچ میں ہمیشہ امتیاز رکھا جائے، اللہ تعالیٰ توفیق بخشے ورنہ حقیقت بہت مشکل کام ہے۔

(مولانا سید محمد میاں صاحب لا)

ایام درس کے علاوہ دوسرے دنوں کی تنخواہ نہ لیتے تھے:

حضرت کے ایام درس کے علاوہ دوسرے دنوں کی تنخواہ لینا ہرگز گوارا نہ فرماتے تھے، بارہا ایسا ہوا کہ مدرسہ کے سلسلے میں سفر کرنا پڑا مگر سوائے ایام تدریس کے ایک پیسہ بھی کسی دن کا معاوضہ نہیں لیا، حضرت نے ایام مرض میں ایک ماہ کی استحقاقی رخصت سے بھی فائدہ نہیں اٹھایا اور نہ دوسری چھٹیاں لیں، جن کا آپ کو قانوناً حق تھا، یہاں تک کہ ان ایام کی تنخواہ جو ایک ہزار روپے سے کچھ زیادہ ہوتی تھی، جب اہل مدرسہ نے آپ کی خدمت میں بھیجی تو آپ نے یہ کہہ کر واپس فرمادی کہ جب میں نے پڑھایا نہیں تو تنخواہ کیسی؟ حضرت کے وصال کے بعد حضرت مہتمم صاحب دارالعلوم دیوبند گھر میں تشریف لائے اور فرمایا کہ حضرت کا کمال زہد و تقویٰ اس بات کو گوارا نہ کرتا تھا کہ آپ ایام مرض کی تنخواہ قبول فرمائیں لیکن اس میں شرعاً کوئی سقم نہیں بلکہ (بلسلسلہ مرض رعایتی قوانین کے لحاظ سے) حق ہے، لہذا اگر آپ فرمائیں تو وہ رقم آپ کی خدمت میں پیش کر دوں مگر خالصہ (یعنی اہلیہ حضرت شیخ) نے فرمایا کہ جس چیز کو حضرت نے پسند نہیں فرمایا، اسے میں کیسے پسند کر سکتی ہوں؟ آپ کا بہت بہت شکریہ، بس آپ کی دعاؤں کی ضرورت ہے (مولانا رشید الدین داماد حضرت شیخ)

(از شیخ الاسلام کے حیرت انگیز واقعات ص ۷۹)

تقریر صحیح بخاری شریف

بقلم مولانا قاری محمود احمد صاحب مدظلہ (مدرس جامعہ ہذا)

بانی جامعہ خیر المدارس

ضبط و ترتیب: مولانا قاری محمود احمد صاحب مدظلہ (مدرس جامعہ ہذا)

مناسبة الباب بالحديث :

اس حدیث کو مناسبت کئی طرح کے ساتھ ہے۔ باب کا موضوع تھا وحی، اور وحی میں بیان اعمال ہوتا ہے تو اس حدیث میں اعمال کا بیان ہے۔ حضور ﷺ کو جو ابتداء میں وحی آئی ہے وہ آپ ﷺ کے غارِ حراء میں ہجرت کرنے پر آئی ہے تو ایک نفس وحی ہے اور ایک ظہور وحی ہے تو نفس وحی ہوئی غارِ حراء میں اور ظہور وحی ہجرت مدینہ کی طرف اور اس حدیث میں ذکر ہجرت ہے۔ مبداء ہونے میں، جیسا مبداء تمام اعمال شرعیہ کا وحی ہے، اسی طرح مبداء ”اعمال اختیاری“ کا نیت ہے تو مبداء ہونے میں مناسبت ہے۔ مبداء انبوت ہے اور اخلاص بھی مبداء نبوت ہے جیسا انبیاء ﷺ کو کہا گیا انہ من عبادنا المخلصین (سورۃ یوسف ع ۳) بیشک وہ ہمارے مخلص بندوں میں سے ہے (انا اخلصناہم بخالصة ذکرى الدار (ص، ع ۴) تحقیق ہم نے خالص کیا ان کے ساتھ صفت خالص کے کہ وہ یاد تھی آخرت کی تو اخلاص سبب بنا وحی کا۔ وحی مبداء ہے وروا اعمال کا اور نیت مبداء ہے صدور اعمال کا۔ اخلاص سر من اسرار اللہ تعالیٰ ہے اسی طرح وحی بھی بھید ہے بھیدوں میں سے، حدیث میں آتا ہے الاخلاص سر من سری و استودعته قلب من احببت من عبادی (اخلاص ایک بھید ہے میرے بھیدوں میں سے اور میں اس کو اپنے بندوں میں سے اس کے قلب میں ودیعت رکھتا ہوں جس سے مجھ کو محبت ہوتی ہے) وحی سے کشف ہو جاتا ہے سر ملکوت اور حقائق الہیہ اور علوم ربانیہ کا اور اخلاص سے بھی سینہ کھل جاتا ہے اور اس پر فیضان نور ہوتا ہے ما من عبد یخلص للہ العمل اربعین یوما الا ظہرت ینابیع الحکمة من قلبہ علی لسانہ (الحديث) یعنی دل میں تو آتا ہے اللہ کی طرف سے اور زبان سے وہ لوگوں کو بتلاتا ہے۔

وجہ تقدیم حدیث انا الاعمال بالنیات :

متعلم کو اخلاص کی ترغیب دینے کے لیے دنیا کا کسب بصورت دین نہ کرے۔ تکمیل علوم دینیہ کے لیے ضروری ہے ہجرت کرنا (ہجرت ظاہری مراد ہے یعنی انتقال من مکان الی مکان آخر کہ گھر سے نکل کر دوسری جگہ جائے)۔ ہجرت باطنہ بھی ضروری ہے علم باعمل کے لیے کرنا (یعنی تمام بدن کے

بین القوسین از بیاض مولانا ممتاز احمد مرحوم۔

گناہ اور دل کے گناہ بھی چھوڑ دینا یعنی متقی ہو جائے ﴿ جو آدمی لغت جانتا ہے اور معانی پہچانتا ہے اس کو درمیان سے اختصار کرنا جائز ہے۔

﴿ حدیثنا عبداللہ بن یوسف قال اخبرنا مالک عن هشام بن عمرو عن ابیہ عن عائشۃ ام السومنین □ ان العارث بن هشام سال رسول اللہ ﷺ فقال یا رسول اللہ کیف یأتیک الروحی فقال رسول اللہ ﷺ احیانا یا یتیمی مثل صلصلة الجرس وهو اشد علی فی فہم عنی وقد وعیت عنہ ما قال واحیانا یتسئل لیس الی ملک رجلاً فیکلمہ عنی ما یقول قالت عائشۃ □ ولقد رایتہ یذہل علیہ الروحی فی الیوم الشدید البرد فیفصم عنہ وان جبینہ لیتفصد عرقاً -

یہ حدیث دو دفعہ آئی ہے: ایک یہاں اور دوسری جگہ ص ۴۵ پر، امام بخاری رحمہ اللہ کے استاذ ہیں عبداللہ بن یوسف، یہ تیسری ہیں، اصل میں دمشق کے تھے، تیس میں رہنے لگ گئے تھے، ”تنبیہ مس“ نوح ♦ کے پوتے کا نام ہے اس نے شہر آباد کیا تھا، وفات ان کی ۲۱۸ھ میں ہوئی۔

اخبرنا مالک: مدینہ کے رہنے والے ہیں۔ عروۃ: سگابھانجا ہے عائشہ □ کا، بیٹا ہے حضرت اسماء □ کا اور حضرت اسماء □ علاقائی بہن ہے اور یہ گھر میں تھی حضرت زبیر ♦ کے، ص لہ ص کھٹ لکھا ہٹ اور جرس: ٹل یہ آواز متواتر ہوتی ہے۔ فیفصم عنی: تین طرح پر پڑھا جاتا ہے □ فیفصم عنی معروف کا صیغہ ضرب سے، یعنی جب منقطع ہو جاتی تھی مجھ سے □ مجھول کا صیغہ پڑھو □ افعال سے معروف کا صیغہ ہے ہر صورت میں معنی یہ ہے کہ وحی ختم اور منقطع ہو جاتی ہے، فصیح اس میں معروف کا صیغہ ہے، وان جبینہ: جیسے کاشکار کو سردی میں پسینہ آ جاتا ہے کسی چلانے پر۔

حضرت عائشہ □ بیٹی ہے ابو بکر صدیق ♦ کی، کنیت ہے ام عبداللہ، ان کی اولاد تو کوئی نہیں ہوئی، رسول اللہ ﷺ نے کنیت رکھی تھی ام عبداللہ، اس واسطے کہ ان کی بہن حضرت اسماء □ کے گھر میں پیدا ہوئے تھے، ان کی والدہ کا نام رومان تھا، حضور ﷺ کے ساتھ نکاح ہوا، ۶ھ شوال کے مہینے میں مکہ میں، بعض نے کہا ۷ھ میں، ۲ھ میں غزوہ بدر کے دو سال بعد ماہ شوال میں رخصتی کی، اس وقت نو برس کی تھیں، جب آپ ﷺ نے وفات فرمائی اس وقت اٹھارہ برس کی تھیں ڈکل عمران کی ہوئی پینسٹھ (۶۵) سال، وفات رمضان ۵۷ھ میں ہوئی، ان کا نماز جنازہ حضرت ابو ہریرہ ♦ نے پڑھایا اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں، بڑے درجہ کی فقیہہ ہیں، بہت سے مردوں سے بھی ان کی فضیلت زیادہ ہے، کل مرویات (۲۲۱۰) ہیں، متفق علیہ بخاری و مسلم میں (۱۷۴)۔ اکیلی بخاری میں (۵۴) اور مسلم میں (۵۸) ہیں۔

اختلاف □ اس میں اختلاف ہوا ہے کہ حضرت عائشہ □ افضل ہیں یا حضرت خدیجہ □، بعضوں نے کہا

ہے کہ حضرت خدیجہ ؓ افضل ہیں اور بعض نے کہا ہے کہ حضرت عائشہ ؓ افضل ہیں، مگر اس میں اصح یہ ہے کہ حضرت خدیجہ ؓ افضل تھیں اور حضرت عائشہ ؓ اپنے زمانے میں افضل تھیں باقی ازواج مطہرات ۷۱ سے۔ دوسرا اختلاف ہے فاطمہ اور عائشہ ؓ کے درمیان، اصح یہ ہے کہ عائشہ ؓ افضل ہے فاطمہ ؓ سے، اس میں بھی تطبیق ہے کہ عائشہ ؓ افضل ہے باقی ازواج مطہرات ۷۱ سے اور فاطمہ ؓ افضل ہے باقی بنات سے۔ تیسرا اختلاف: ام المؤمنین تو سب ازواج کو کہنا جائز ہے اور ام المؤمنات کہنا جائز ہے یا نہیں یہاں اصح یہ ہے کہ ام المؤمنات کہنا جائز نہیں، حضرت عائشہ ؓ سے ایک روایت مروی ہے اَنَا امُّ رَجَالِكُمْ لَا امُّ النِّسَاءِ۔ چوتھا اختلاف یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو ابو المؤمنین کہنا جائز ہے یا نہیں؟ تو بعض کہتے ہیں کہ ابو المؤمنین کہنا جائز نہیں لیکن اصح یہ بات ہے کہ ابو المؤمنین کہنا جائز ہے کیونکہ حدیث میں ہے اَنَا لَكُمْ كَالْوَالِدِ۔

ترجمہ حارث بن ہشام: یہ یعنی بھائی ہے ابو جہل کا، ابو جہل کا نام تھا عمرو بن ہشام اور چچا زاد بھائی ہے خالد بن ولید کا، بدر کی لڑائی میں یہ کافر تھا اور حضور ﷺ کے مقابل تھا، اس نے شکست کھائی اور بھاگ گیا، اس واسطے اس کی جان بچ گئی ورنہ یہ مارا جاتا ابو جہل کی طرح۔ پھر ۸ھ میں جب حضور ﷺ نے مکہ کو فتح کیا تو یہ مسلمان ہوا، اس وقت مؤلفۃ القلوب میں داخل تھا، مؤلفۃ القلوب جن کا ایمان نرم تھا، یہ حضور ﷺ کے ساتھ فتح مکہ کے متصل فوج میں داخل ہوا، غزوہ حنین میں گیا وہاں فتح ہوئی، مال غنیمت بہت تھا، آپ ﷺ نے ایک سوانٹ اس کو دیا، پھر حضور ﷺ کے ساتھ جہادوں میں شریک ہوا، مخلص مسلمان ہوا، غزوہ یرموک ۱۵ھ میں شہید ہوا، ۳۲ لڑکے، لڑکیاں اس کے تھے۔

لطف الاسناد:

اس سند میں بھی خوبیاں ہیں ؓ ایک راوی عبداللہ یوسف دمشقی ہیں باقی سب مدنی ہیں ؓ تابعی تابعی سے روایت کرتا ہے، ہشام بھی تابعی اور عروہ بھی تابعی ہے ؓ الفاظ سند تین قسم کے استعمال کیے گئے ہیں حدثنا، اخبرنا اور عن اور سأل۔

سہ ماہ رسول اللہ ﷺ: حارث (بن ہشام) نے (سوال کیا) اس میں دو احتمال ہیں ؓ حارث نے جب سوال کیا تو حضرت عائشہ ؓ اس وقت مجلس میں موجود تھیں۔ دوسرا احتمال یہ ہے کہ حضرت عائشہ ؓ وہاں موجود اور حاضر نہ تھیں اور حدیث ذکر کرنے والی ہر صورت میں عائشہ ؓ ہے، اگر حاضر تھیں تو یہ حدیث متصل ہے اور یہی صحیح ہے، دوسرا احتمال یہ ہے کہ موجود نہ تھیں تو پھر یہ حدیث ہے مرسل صحابی۔ یاد رکھو! کہ مرسل صحابی میں اختلاف نہیں، مرسل غیر صحابی میں اختلاف ہے، امام مالک اور امام

ابو حنیفہ ؓ کے نزدیک مرسل مقبول ہے اور امام شافعی اور امام احمد ؓ کے نزدیک مقبول نہیں، اور یہ مرسل صحابی ہے جیسا کہ ایک حدیث ہے مسند احمد اور معجم بغوی میں: عن هشام عن ابیہ عن عائشہ ؓ عن الحارث بن هشام قال سألت تو اس سے معلوم ہوا کہ حارث ؓ کی اصلی حدیث ہے اور عائشہ ؓ روایت کرتی ہیں مگر اس میں ایک راوی عامر ضعیف ہے۔

سوال: وحی کی قسمیں تو مختلف ہیں اور حضور ﷺ نے یہاں دو ہی قسمیں بیان کیں، حالانکہ وحی نوم میں (بھی بصورت رؤیا) ہوتی ہے تو باقی کو کیوں حذف کر دیا؟

جواب: بوجہ کثرت کے کہ ان دو صورتوں میں وحی کا کثیر وقوع ہوا ہے، چنانچہ فرشتہ حضرت وحیہ کلبی کی شکل میں آتا تھا اکثر، جب وہ چلا جاتا تو آپ ﷺ پوچھتے یہ کون تھا؟ (کوئی) کہتا کہ وحیہ کلبی، آپ ﷺ فرماتے کہ وحیہ کلبی نہیں تھا، یہ جبرئیل ؑ تھے۔

صلصلة الجرس: اس میں اختلاف ہے کہ یہ آواز کس کی تھی؟ بعض کہتے ہیں کہ فرشتے کے پروں کی آواز تھی، بعض کہتے ہیں کہ اس کے تیز چلنے سے تیز آواز پیدا ہوتی تھی، بعض کہتے ہیں کہ فرشتے کی آواز تھی وہ فرشتہ راستے میں اس کا تکرار کرتا آتا تھا، بعض کہتے ہیں کہ بلاشبہ وہ آواز باری تعالیٰ کی ہوتی تھی کیونکہ وحی تین قسم پر ہے: ایک یہ کہ نبی کی طرف وحی ہوتے وقت نبی کے باطن کو عالم قدس کی طرف اٹھالیا جاتا ہے اور اس وقت وحی ہوتی ہے عالم بالا میں، اس کو کہا ہے حضور ﷺ نے وہو اشدہ علیٰ کیونکہ انسان کا اصل مقام ہے زمین، تو اوپر لے جانے میں بہت مشقت ہوتی تھی، انسان کو اوپر نہ اٹھایا جائے مگر وحی کو اس کے حواس میں اتارا جائے اس میں فرشتہ کا دخل نہیں ہوتا، فرشتہ آتا ہے اور فرشتہ بھی دو طرح، کبھی تو فرشتہ اپنی شکل میں ہوتا ہے اور نبی کو اپنی طرف اٹھاتا ہے اور کبھی انسانی صورت میں آتا ہے، سب سے آسان صورت وہ ہے کہ فرشتہ انسانی صورت میں آوے، اور اگر ملکی صورت میں آوے اور نبی کے قلب کو اپنی طرف کشش کرے تو اس میں مشقت ہوتی ہے۔

مناسبت بالباب: ظاہری یہ ہے کہ دونوں میں وحی ہے، اور باطنی یہ کہ وہو اشدہ علیٰ یعنی عظمت میں مناسبت ہے۔

وعیت اور اعمیٰ دونوں میں فرق ہے، یہ فرق کیوں ہے؟ پہلے میں اشدہ علم ہی کہا ہے تو اس وقت آپ ﷺ وحی کی سختی کی وجہ سے بیہوش ہو جاتے تھے اور وہ سینے میں گڑتی جاتی تھی تو یاد ہو جاتی تھی تو ختم ہونے کے بعد معلوم ہوتا کہ پہلے سے یاد ہے اور دوسری صورت میں مشقت وہ نہیں ہوتی تھی تو ساتھ ساتھ یاد کرتے جاتے تو وہاں ماضی لائے اور یہاں مضارع باعتبار احساس وعدم احساس کے۔

not found.

اشتہار اداره تالیفات اشرفیہ

گلہائے عقیدت

مولانا محمد یوسف صاحب رحمانی (میاں چنوں)

خدا آباد رکھے مدرسہ خیر المدارس جہاں پر گلشن اشرف کے تازہ پھول کھلتے ہیں
 سراپا خیر اس دنیا میں یہ خیر المدارس ہے نقوش اولیاء و اصفیاء اس جا پہ ملتے ہیں
 نشان عظمت رفتہ یہاں صدیق بیستے ہیں حدیث پاک کے نغے سدا لب پہ مچلتے ہیں
 جب ان کو دیکھیے مدنی و انور یاد آتے ہیں کد ان کی تربیت سے اہل دیں سانچوں میں ڈھلتے ہیں
 یہ ان کے زہد و تقویٰ کا اثر ہی نظر آتا ہے حنیف صفا جیسے جواں گودی میں پلتے ہیں
 الہی خیر ہو دنیا میں اس خیر محمد کی جہاں سیراب ہو کر علم کے پیاسے نکلتے ہیں
 شریف و خیر کی شفقت کبھی جب یاد آتی ہے تو اب بھی جام شفقت کے خیالوں میں چھلکتے ہیں
 مزار خیر پر جا کر یہی محسوس ہوتا ہے شرارے نور کے مرقد کے ذروں سے جھلکتے ہیں
 خداوند حشر میں نادم خستہ ہو ساتھ ان کے ریاض قدس کے باغوں میں جواب بھی ٹہلتے ہیں

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ شیخ الحدیث مولانا محمد صدیق صاحب مدظلہ حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہ اللہ
 حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ حضرت مولانا قاری محمد حنیف جالندھری مدظلہ جامعہ خیر المدارس حضرت مولانا محمد
 شریف رحمہ اللہ حضرت مولانا خیر محمد رحمہ اللہ مزار اقدس حضرت مولانا خیر محمد رحمہ اللہ۔

شہادت سیدنا ذوالنورین

کی سیرت کے چند تابناک گوشے

مولانا حافظ خلیل الرحمن راشدی (سیالکوٹ)

تحریر

تاریخ اسلام میں ذوالحجہ اور محرم دو مہینے ایک یادگار حیثیت کے حامل ہیں، ان مہینوں میں قربانی کی ایسی فقید المثال یادیں پائی جاتی ہیں جو تاریخ اسلام کا تاریخی سرمایہ ہیں۔ علامہ اقبال ؒ نے کیا خوب کہا تھا:

غریب و سادہ و رنگین ہے داستانِ حرم نہایت اس کی حسین اور ابتداء ہے اسماعیل
جس طرح تاریخ اسلام میں سیدنا اسماعیل ♦ اور سیدنا حسین ابن علی ♦ کی قربانیاں ایک بے مثال اور ناقابل فراموش داستانیں ہیں، اسی طرح ذوالحجہ کی ۱۸ تاریخ کو داماد رسول ﷺ وفا، حیا کے بادشاہ، جامع القرآن، امام مظلوم سیدنا عثمان ذوالنورین ♦ کی قربانی بھی ایک نادر اور بے مثال واقعہ ہے، یوں تو ہر شہید پر ظلم و ستم کے پہاڑ توڑے گئے اور ہر شہید اپنے لہو میں نہا کر اپنی زندگی کو زندہ و جاوید کر گیا مگر سید الشہداء سیدنا امیر حمزہ ♦ اور سیدنا عثمان غنی ♦ کی مظلومانہ شہادت ایک خاص رنگ اپنے اندر سموئے ہوئے ہیں۔

اس شمارے میں ۱۸ ذوالحجہ کی مناسبت سے سیدنا عثمان غنی ♦ کی مظلومانہ شہادت کے چند منتخب واقعات پیش خدمت ہیں جو آپ کی حیات طیبہ کے انوکھے اور مظلومانہ شہادت کے عجیب و غریب مناظر ہیں۔

جب خلافت اسلامیہ کے باغیوں نے مدینہ منورہ میں چھاؤنی قائم کر لی اور امیر المؤمنین سیدنا عثمان غنی ♦ کو بہر صورت شہید کرنے کا فیصلہ کر لیا تو انہوں نے حضرت عثمان غنی ♦ پر مظالم کا آغاز آپ پر خطبہ جمعہ میں حملہ کر کے کیا۔ حضرت عثمان غنی ♦ خطبہ جمعہ کے لیے کھڑے ہوئے تو ایک باغی نے گستاخی کر کے آپ کو ٹوک دیا اور بلند آواز میں کہا کہ آپ خطبہ نہیں دے سکتے۔ اسی طرح مسجد کے سارے کونوں سے بیک وقت یہ آواز بلند ہوئی کہ منبر سے نیچے اترائیں اور خطبہ جمعہ نہ دیں۔ اس شور و غل اور ہنگامے میں ایک باغی نے آگے بڑھ کر حضرت عثمان غنی ♦ سے وہ عصا (جو آنحضرت ﷺ کی مبارک یادگار تھا) چھین کر توڑ دیا۔

امام ابن جریر اور امام بن کثیر ؒ نقل کرتے ہیں کہ اس کے بعد حضرت عثمان غنی ♦ نماز پڑھانے کے لیے تشریف لائے اور لوگوں کو نماز پڑھائی، پھر منبر پر کھڑے ہو کر باغیوں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ:

”اے باہر سے آنے والو! خدا سے ڈرو، اہل مدینہ جانتے ہیں کہ رسول ﷺ کے ارشاد کے مطابق تم ملعون

ہو، پس تم اپنی خطا سے نیکیوں کو مٹاتے ہو، اللہ رب العزت خطاؤں کو نیکیوں سے مٹاتے ہیں۔“
 حضرت محمد بن مسلمہ ♦ کھڑے ہوئے اور فرمایا میں بھی اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ یہ ملعون ہے، جب کہ حکیم بن جبلة نے ان کا ہاتھ پکڑ کر ان کو بٹھایا، حضرت زید بن ثابت ♦ کھڑے ہوئے تو ان کو بھی بٹھا دیا گیا۔ پھر تمام باغی اہل مسجد پر پل پڑے، لوگوں پر سنگ باری شروع کر دی، یہاں تک کہ ان کو مسجد سے نکال دیا اور حضرت عثمان غنی ♦ پر اس قدر شدید پتھر برسائے کہ حضرت عثمان غنی ♦ بے ہوش ہو کر منبر سے نیچے گر پڑے۔
 حضرت عثمان غنی ♦ کو اسی طرح زخمی حالت اور بے ہوشی کے عالم میں مسجد سے قصر خلافت لایا گیا۔ جب حضرت عثمان غنی ♦ ہوش میں آئے تو سب سے پہلا سوال کیا کہ اہل مدینہ کا کیا حال ہے؟ ان کو کوئی تکلیف تو نہیں پہنچی؟ ابھی آپ ♦ زخمی حالت میں قصر خلافت میں پڑے ہوئے تھے کہ باغیوں نے مدینہ کی گلیوں میں یہ اعلان کر دیا کہ خبردار! آج کے بعد حضرت عثمان غنی ♦ مسجد نبوی میں نہ تو جماعت کرا سکتے ہیں اور نہ خود نماز پڑھنے کے لیے آ سکتے ہیں۔

گویا اب مسجد نبوی میں خطبہ جمعہ تو کیا نماز باجماعت ادا کرنے سے بھی روک دیا گیا، اس سے بڑھ کر ظلم اور کیا ہو سکتا ہے، جس مسجد نبوی کو ہزاروں بلکہ لاکھوں روپے خرچ کر کے آپ نے وسیع اور تعمیر کروایا تھا، آج باغیوں نے اس مسجد میں حضرت عثمان غنی ♦ کو نماز اور جماعت سے روک دیا تھا۔

ہر نیا طلوع ہونے والا سورج حضرت عثمان غنی ♦ کے لیے پہلے کی نسبت زیادہ تشدد، بربریت اور مظالم کا پیغام لاتا ہے۔ پہلے زخمی ہوئے، پھر خطبہ جمعہ سے روک دیا گیا، پھر نماز باجماعت ادا کرنے سے منع کر دیا گیا، پھر مسجد نبوی میں داخلہ بند کر دیا گیا، پھر اسی پر اکتفا نہ ہوا بلکہ آپ کو قصر خلافت میں محصور کر کے باہر نکلنے سے روک دیا گیا۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ ♦ سے روایت ہے کہ وہ ایام محاصرہ میں حضرت عثمان غنی ♦ کے پاس گئے اور کہا کہ حضرت! آپ امیر المؤمنین ہیں اور اس مصیبت سے دوچار ہیں، آپ کے سامنے تین باتیں پیش کرتا ہوں، آپ ان میں سے ایک کو اختیار فرمائیں۔

☞ یا تو محاصرہ کرنے والوں سے باہر نکل کر جنگ کریں، بلاشبہ لوگ آپ کے ساتھ ہیں، قوت بھی ہے اور آپ حق پر بھی ہیں۔

☞ یا جس دروازے پر محاصرین ہیں اس کے علاوہ ایک اور دروازہ مکان کے عقب میں بنایا جائے، آپ ادھر سے اپنی سواری پر بیٹھ کر مکہ معظمہ چلے جائیں، یہ لوگ وہاں آپ کا قتل جائز نہیں سمجھیں گے۔

☞ یا آپ شام چلے جائیں، وہاں حضرت معاویہ ♦ موجود ہیں وہ آپ کی پوری پوری حمایت کریں گے۔
 حضرت عثمان غنی ♦ نے حضرت مغیرہ بن شعبہ ♦ کی تمام تجاویز سن کر ارشاد فرمایا کہ

”میں باہر نکل کر باغیوں سے جنگ نہیں کرنا چاہتا، کیونکہ میں رسول اللہ ﷺ کے شہر میں قتل و غارت، خونریزی کا مرتکب نہیں ہونا چاہتا اور مکہ کی طرف بھی نکل کر نہیں جاؤں گا کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ ایک قریشی مکہ میں ظلم کرے گا اس پر آدمی دنیا کا عذاب ہوگا، میں ایسا بھی نہیں کر سکتا اور نہ ہی میں مدینہ چھوڑ کر شام یا

کہیں اور جاؤں گا کیونکہ میں اپنے دار ہجرت (مدینہ طیبہ) اور رسول اللہ ﷺ کا قرب اور ہمسائیگی نہیں چھوڑ سکتا۔“
 امام مظلوم مدینہ حضرت عثمان غنی ♦ پر باغیوں کے مظالم دن رات شدت اختیار کرتے جا رہے تھے، اب حضرت عثمان غنی ♦ کا کھانا بھی بند کر دیا گیا، مدینہ کی گلیوں میں باغیوں کی آواز گونجی کہ:
 خبردار! کوئی شخص آج کے بعد حضرت عثمان غنی ♦ کو روٹی کا نوالہ تک نہ دینے پائے۔

اس سے بڑھ کر ظلم اور کیا ہو سکتا ہے، جس عثمان غنی ♦ کے خزانوں سے غریب و نادار مسلمانوں کے فاقے ختم ہوئے، ہزاروں اجڑے ہوئے گھر آباد ہوئے، ہزاروں سہاگ مسرتوں سے مالا مال ہوئے، سیدنا علی ♦ کے گھر میں رونق آئی، آج وہی حضرت عثمان غنی ♦ کھانا کھانے سے محروم ہیں اور انہیں کھانا کھلانے والے کو سزا دی جا رہی ہے اور اسی پر بس نہیں ہوتی بلکہ پھر باغیوں کی آواز مدینہ کی گلیوں میں بلند ہوتی ہے کہ:
 خبردار! آج کے بعد کسی کو حضرت عثمان ♦ کے گھر پانی پہنچانے کی اجازت نہیں۔“

امام ابن جریر رحمہ اللہ اپنی سند سے روایت کرتے ہیں کہ محاصرین عوام اور حضرت عثمان ♦ کے درمیان حائل ہو گئے اور ہر چیز یہاں تک کہ پانی بھی اندر بھیجنے سے منع کر دیا، حضرت عثمان ♦ نے حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس پیغام بھجوایا: بانہم قد منعونا الماء فان قدرتم ان ترسلوا الینا شیتا من الماء فافعلوا“ باغیوں نے ہمارا پانی بند کر دیا ہے اگر تم پانی بھیج سکتے ہو تو بھیجو۔“

حضرت علی ♦ نے جس وقت حضرت عثمان ♦ کا یہ پیغام سنا تو فوراً پانی کا مشکیزہ بھر کر حضرت عثمان ♦ کے آستانہ عالیہ کی طرف روانہ ہو گئے، باغیوں نے جب حضرت علی ♦ کو جاتے دیکھا تو آپ پر ٹوٹ پڑے اور بڑی دیدہ دلیری سے مشکیزہ کو چھین کر پانی گرا دیا اور حضرت علی ♦ کو واپس جانے پر مجبور کر دیا، حضرت علی ♦ نے غصہ کے عالم میں فرمایا کہ: اے لوگو! جو تم کر رہے ہو یہ نہ تو مسلمانوں کا دستور ہے اور نہ ہی کافروں کا، تم حضرت عثمان ♦ سے کھانے پینے کی چیزیں کیوں روکتے ہو، کھانے پینے سے روم و فارس کے کافر بھی کسی کو نہیں روکتے تھے۔“

حضرت علی ♦ کے ان ارشادات کا بھی سبائیوں پر کوئی اثر نہیں ہوا اور انہوں نے سختی سے حضرت علی ♦ کو پانی دینے سے روک دیا تو حضرت علی ♦ نے اپنا عمامہ اتار کر دیوار سے حضرت عثمان ♦ کے دار خلافت میں پھینک دیا تاکہ حضرت عثمان ♦ کو معلوم ہو جائے کہ حضرت علی ♦ بطور یقین دہانی اپنا عمامہ چھوڑ کر چلے گئے تاکہ محبت عثمان غنی ♦ کا حق ادا ہو جائے اور اعتماد علی اور محبت عثمان غنی ♦ کی جیتی جاگتی تصویر سامنے آجائے۔ چالیس دن تک پانی بند رہا۔

جب آپ سے پوچھا گیا کہ اتنے دن پانی بند رہا جب شدت پیاس سے بے چین ہو جاتے تو کیا کرتے تھے؟ فرمایا جب پیاس لگتی تو میں قرآن مجید کی تلاوت شروع کر دیتا تھا، قرآن پڑھتا جاتا پیاس بجھتی جاتی تھی ان حالات میں جب باغیوں نے حضرت عثمان ♦ پر عرصہ حیات تنگ کر دیا تو حضرت علی ♦ نے اپنے فرزندان گرامی حضرت حسن مجتبیٰ اور حضرت حسین ♦ کو حضرت عثمان ♦ کے دروازے پر پہرہ دینے کا حکم دے کر بھیجا۔
 امام ابن کثیر رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ جب محاصرین نے قصر خلافت کو احاطہ میں لے لیا تو اصحاب رسول ﷺ کے

صاحبزادوں کی ایک جماعت اپنے آباء کے حکم سے آپ کے پاس پہنچی مثلاً حضرت حسنین کریمین، حضرت عبداللہ بن زبیر اور حضرت عبداللہ بن عمر ؓ وغیرہ۔ یہ سب باغیوں کو حضرت عثمان ♦ کے قریب جانے سے روکتے تھے اور ان پر تیر اندازی کرتے تھے۔

جب محاصرین کا گھیراؤ روز بروز تنگ ہوتا گیا تو حضرت عثمان ♦ نے چھت پر کھڑے ہو کر ایک خطبہ دیا، مسند امام احمد اور تاریخ کی دیگر کتب میں حضرت عثمان ♦ کے اس تاریخی خطبہ کو اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ حضرت عثمان ♦ نے چھت کے اوپر سے مجمع کو مخاطب کر کے فرمایا:

”کیا تمہیں معلوم ہے کہ آنحضرت ﷺ جب مدینہ آئے تو مسجد نبوی تنگ تھی، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کون اس جگہ کو خرید کر وقف کرے گا، اس کے صلہ میں اس کو جنت میں اس سے بہتر جگہ ملے گی، تو میں نے اس حکم کی تعمیل کر دی تھی..... کیا تم مجھے اس مسجد میں نماز پڑھنے سے روکتے ہو؟

تم خدا کی قسم کھا کر بتاؤ کہ جب حضور ﷺ مدینہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ ہے کوئی پیر رومہ کو خرید کر مسلمانوں کے لیے وقف کر دے! کیونکہ بیٹھے پانی کا یہی ایک کنواں تھا تو میں نے کنویں کو خرید کر مسلمانوں کے لیے وقف کر دیا تھا، تو اس پر رسول اللہ ﷺ نے زبان نبوت سے مجھے جنت کی بشارت دی تھی کیا تم مجھے اس کنویں کا پانی پینے سے روکتے ہو؟

تم سچ بچ بتاؤ کہ حضور ﷺ نے غزوہ تبوک کے موقع پر ارشاد فرمایا تھا ”من جہز جيش العسرة فله الجنة“ کہ جو غزوہ تبوک کے لیے چندہ دے اس کے لیے جنت ہے تو میں نے ہی لشکر کو ساز و سامان سے لیس کیا تھا سب نے جواب میں کہا کہ یہ تمام باتیں سچ ہیں، اس کو تسلیم کرنے کے باوجود سنگ دلوں نے کوئی اثر قبول نہ کیا بلکہ محاصرہ کو اور بھی شدید کر دیا۔

پھر آپ ♦ نے بیان کو جاری رکھتے ہوئے مزید فرمایا کہ میں تم کو قسم دیتا ہوں کہ تم میں سے کسی کو یاد ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ پہاڑ پر چڑھے تو پہاڑ ہلنے لگا تو آپ ﷺ نے پہاڑ کو پاؤں سے ٹھوک مار کر فرمایا کہ ”اے پہاڑ! ٹھہر جا تیری پیٹھ پر اس وقت ایک نبی، ایک صدیق اور ایک شہید کھڑے ہیں اور اس بشارت کے وقت میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھا۔ لوگوں نے کہا یاد ہے۔

پھر فرمایا کہ مکہ میں آپ ﷺ نے مجھے حدیبیہ سے سفیر بنا کر بھیجا تھا تو کیا آپ ﷺ نے اپنے دستِ اقدس کو میرا ہاتھ قرار نہیں دیا تھا اور میری طرف سے خود ہی بیعت نہیں فرمائی تھی، سب نے کہا سچ ہے۔

پھر آپ ﷺ نے مزید کہا کہ اوباغیو! مجھے بتاؤ میرا کیا تصور ہے، کیا میرے گھر نبی ﷺ کی دو بیٹیاں نہیں ہیں، کیا مصطفیٰ ﷺ نے نہیں فرمایا کہ ”لو کان عندی مائة بنات لزوجتک یا عثمان اکہ اگر میری سو بیٹیاں ہوتیں تو میں عثمان ♦ کے سوا کسی اور کو داماد نہ بناتا۔“

چھت پر کھڑے ہو کر حضرت عثمان ♦ نے فرمایا: اوباغیو! چپ کیوں ہو؟ اب بولتے کیوں نہیں ہو؟ کسی کو قتل کیا جاتا ہے تین وجہ سے ۱۔ کہ اس نے زنا کیا ہو، الحمد للہ! جب سے میں حد بلوغ میں پہنچا ہوں تو میں نے کسی غیر لڑکی

کی طرف بری نگاہ سے نہیں دیکھایا پھر ۱۱ کسی کو قتل کیا جاتا ہے جب وہ مرتد ہو جائے، میں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ یعنی خدا کو لا شریک اور محمد مصطفیٰ ۱۲ کو آخری نبی مانتا ہوں ۱۳ یا پھر کسی کو قتل کیا جاتا ہے جب وہ کسی کو قتل کرے، میں نے تو کبھی بھی کسی پر تلوار تو تلوار ناحق ہاتھ نہیں اٹھایا، وجہ کیا ہے؟ بات کیا ہے؟ حضرت عثمان ♦ کی اس دلوں کو ہلا دینے والے تقریر سے بھی ان باغیوں کے دل پر کوئی اثر نہ ہوا۔

سچ کہا علامہ اقبال ؒ نے

پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے ہیرے کا جگر مرد ناداں پر کلام نرم و نازک بے اثر
جن کے اندر کا انسان مرچکا ہو ان پر ایسی حق و صداقت کی تقریروں کا کوئی اثر نہیں ہوتا، بھلا ان باغیوں پر اس کا کیا اثر ہوتا وہ تو انسان کی شکل میں بھیڑیے اور درندے تھے، حضرت عثمان ♦ کے خون کے پیاسے تھے، وہ خون عثمان کی شکل میں اسلام سے انتقام لینا چاہتے تھے، وہ اپنے درندہ صفت آباؤ اجداد کے رسم و رواج کے پابند تھے، حضرت محمد ۱۴ کی آنکھوں کے نور، دل کے سرور، جنت کے رفیق، وفا و حیا کے پتلے، سخاوت و شجاعت کے پیکر حضرت عثمان ♦ کو آج اپنی تلواروں، برچھیوں، لاثیوں، تیروں اور نیزوں سے چھلنی کر دینا چاہتے تھے، جس دن حضرت عثمان ♦ کی شہادت ہونے والی تھی، اس دن آپ ♦ روزہ سے تھے، جمعہ کے دن خواب میں دیکھا کہ آنحضرت ۱۵، حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق ♦ تشریف فرما ہیں اور ان سے کہہ رہے ہیں کہ عثمان غنی ♦ جلدی کرو، ہم تمہارے افطار کے منتظر ہیں، حضرت عثمان ♦ خواب سے بیدار ہوئے، حاضرین سے اس خواب کا تذکرہ فرمایا، اہلیہ محترمہ سے فرمایا کہ میری شہادت کا وقت آ گیا ہے، باغی مجھے شہید کر دیں گے، انہوں نے کہا امیر المؤمنین! ایسا نہیں ہو سکتا، پھر آپ ♦ نے اہلیہ محترمہ سے فرمایا مجھے وہ پانچامہ دید و جو میں نے کبھی نہیں پہنا انہوں نے پانچامہ لا دیا، آپ نے وہ پانچامہ پہن لیا اور پھر اپنے بیس غلاموں کو بلا کر آزاد کیا اور قرآن کریم کی تلاوت میں مصروف ہو گئے اور اپنے آپ کو قضاۓ الہی کے سپرد کر دیا، اگر آپ لوگوں کو لڑائی سے نہ روکتے اور قسمیں نہ دیتے تو تاریخ کا بیان کچھ اور ہوتا۔

جوں جوں وقت گزرتا گیا آپ کا شوق شہادت بڑھتا گیا، امام مظلوم ♦ نے شہادت کی تیاری مکمل کر لی، آخر وہ وقت آ ہی گیا جس کا آپ کو انتظار تھا اور اسلام کے عظیم سپوت کو ان المناک حادثات و واقعات سے دوچار ہونا پڑا جن سے تاریخ اسلام آج تک شرمندہ ہے۔ باغیوں نے دیوار پھاند کر حضرت عثمان ♦ پر حملہ کر دیا، آپ اس وقت قرآن کریم کی تلاوت میں مگن تھے، ایک درندہ باغی نے آپ کے سر مبارک پر لوہے کی ایک لاٹ ماری کہ آپ پہلو کے بل گر پڑے، آپ کی زبان مبارک سے اس وقت کلمہ نکلا کہ ”بسم اللہ تو کلت علی اللہ“ سودان بن حمران نے دوسری ضرب لگائی جس سے خون کا فوارہ جاری ہو گیا اور ایک اور سنگدل آپ کے سینہ پر چڑھ بیٹھا اور جسم اطہر کے مختلف حصوں پر پے در پے نیزوں اور خنجروں کے نو (۹) زخم اور بعض روایات کے مطابق انیس (۱۹) زخم لگائے۔ حضرت نانکہ □ نے اس کے وار کو روکنا چاہا تو ان کی تین انگلیاں کٹ گئیں، ایک ظالم نے آپ کی داڑھی مبارک کو پکڑ کر زور سے نوجا، باغیوں کا یہ حملہ اس قدر شدید تھا کہ آپ جانبر نہ ہو سکے، اور آپ کی روح مبارک نفس

غضری سے پرواز کر گئی۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

شہادت کے وقت حضرت عثمان ♦ قرآن مجید کی تلاوت کر رہے تھے، فسيفكفيكهم الله و هو السميع العليم، امام ابن جریر رحمہ اللہ ارشاد فرماتے ہیں کہ قاتل بد بخت نے جب آپ پر حملہ کیا تو آپ کے اگلے دانت ٹوٹ گئے اور خون کا جو فوارہ نکلا تو اس سے قرآن کی یہی مندرجہ بالا آیت تھی جو خون مبارک سے رنگین ہو گئی۔

جب حضرت عثمان ♦ شہید ہوئے تو ان کی بیوی چھت پر چڑھ گئی اور کہا اے مدینہ والو! محمد ﷺ کا جانشین خلیفہ ثالث آج رخصت ہو گیا، مدینہ میں کہرام مچ گیا۔

حضرت علی ♦ کی پگڑی گر پڑی، دامن اٹھا کر کہا کہ عرش والا تو دیکھ رہا ہے، میں بری ہوں۔

حضرت ابو ہریرہ ♦ نے فرمایا مدینہ والو! آج تمہاری قوم کا آپس میں اتفاق ختم ہو گیا، اماں عاتشہ ؓ نے گھر بیٹھ کر کہا کہ لوگو! آج محمد ﷺ کا داماد پیغمبر ﷺ کا ذی حیا پیارا ہم سے جدا ہو گیا۔

حضرت عبداللہ بن سلام ♦ نے کہا کہ مجھے خطرہ ہے کہ آج لوط ♦ کی طرح آسمان سے پتھر برسیں گے، مدینہ میں امن ختم ہو گیا، صحابہ کرام ؓ دم بخود ہو گئے، لاش پڑنے لگی۔

حتیٰ کہ باغی جنازہ نہیں پڑھنے دیتے تھے، دو دن جنازہ پڑا رہا، علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں کہ شہادت کے بعد ایک مصری نکلی تلوار لے کر آیا اور کہنے لگا کہ خدا کی قسم! میں حضرت عثمان ♦ کی ناک کاٹوں گا، اس پر آپ کی زوجہ محترمہ نے آستینیں چڑھا اور اس کی تلوار پکڑ لی، جس سے آپ کا انگوٹھا کٹ گیا۔

پھر آپ کے ایک غلام نے اسے واصل جہنم کیا، ایک مکینہ باغی عمر بن ضابی آیا، اس نے حضرت عثمان ♦ کی زیارت کے بہانے آپ کی پسلی پر وار کر کے پسلی توڑ دی، جب باغیوں نے آپ ♦ کی وفات کے بعد ظلم و ستم کا بازار گرم رکھا اور دفن کرنے کی اجازت نہ دی تو امیر المؤمنین سیدہ ام حبیبہ ؓ جو حضرت سیدنا امیر معاویہ ♦ کی ہمیشہ محترمہ تھیں ان کو جلال آگیا، آپ کا شانہ مبارک سے تشریف لائیں اور مسجد نبوی کے دروازے پر کھڑے ہو کر اعلان فرمایا کہ:

اے باغیو! میں حبیبہ زوجہ رسول ﷺ ہوں، میں تمہیں وارننگ دیتی ہوں کہ یا تو حضرت عثمان ♦ کا جنازہ اٹھاؤ اور دفن کرنے کی اجازت دو، ورنہ میں بے حجابانہ تمہارے مقابلے میں آکر تجھیز و تکلفین کا انتظام کروں گی۔

باغیوں نے جب آپ کی یہ بات سنی تو ان کے پیروں تلے سے زمین نکل گئی اور انہوں نے جنازہ اٹھانے کی اجازت دی۔

رات کو جب حضرت عثمان ♦ کا جنازہ اٹھایا گیا، جنازے پر باغیوں نے چھت سے سنگ باری کی، پتھروں کے ڈھیر برسائے گئے۔

سترہ آدمیوں نے جنازہ پڑھا، آپ کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا، اور یہ خلافت کا تیسرا سورج غروب ہو گیا۔

♦ ♦ ♦ ♦ ♦

ایوم شہادت

واہ میرے عثمان ! ♦

ایک حاضری حضرت عثمان ♦ کے قدموں میں

♦♦♦♦♦♦♦♦

پروفیسر محمد حمزہ نعیم صاحب (جھنگ)

تحریر

♦♦♦♦♦♦♦♦

میں نے اپنے دوست سے کہا کہ بھیا! بڑی خواہش ہے کہ اس بار سیدنا عثمان ♦ کے باغ اور بیر عثمان ♦ کی خصوصی زیارت ہو جائے، انہوں نے کہا ٹھیک ہے، مجھے فون پر کہا کہ باب عثمان ♦ کے بالکل مغرب میں باب الملک فہد کے پاس پہنچ جاؤں، رات کے گیارہ بج چکے تھے، میں نے ابھی روٹی نہیں کھائی تھی مگر روٹی ساتھ موجود تھی، محترم جاوید عمیر کی بتائی ہوئی جگہ پر پہنچ گیا وہ تو ابھی نہیں آئے تھے، وہاں ایک پٹھان بھائی بیٹھے ہوئے کھانا کھا رہے تھے، میں نے دیکھا کہ ان کے پاس سالن تھا اور روٹی کم، انہوں نے مجھے دعوت دے ڈالی، میں نے کہا کہ بھیا! میرے پاس روٹی زیادہ ہے، سالن نہیں، تو میں آپ کی دعوت قبول کرتا ہوں آپ میری دعوت قبول کریں، ہم دونوں مل کر کھانا کھا لیتے ہیں، دس منٹ بعد ہمارے دوست جاوید عمیر بھی پہنچ گئے، انہوں نے کھانا اپنے گھر سے کھایا ہوا تھا، مگر ہمارے عرض کرنے پر دو چار لقمے انہوں نے بھی لے لیے، انہوں نے بتایا کہ حرم نبوی کے چاروں طرف زائرین کا اور گاڑیوں کا اتنا جھوم ہے کہ مجھے یہاں تک پہنچنے میں دو گھنٹے لگ گئے، خیر ہم جلد ہی منزل مقصود کو تو روانہ ہو گئے، تقریباً دو کلومیٹر پر پہنچ کر حضرت عثمان ♦ کا باغ نظر آیا، اس وقت باہر گیٹ پر تالا لگا ہوا تھا، ہم نے باہر سے ہی بیر عثمان ♦ اور باغ عثمان ♦ کی زیارت کی، محترم جاوید عمیر نے بتایا کہ چودہ صدیاں گزر گئیں، حضرت عثمان ♦ جنت نشین ہو گئے، مگر ان کا باغ اور ان کا وقف کردہ بیر عثمان ♦ (سابقہ بیر رومہ) موجود ہے، اس باغ کی رجسٹریشن آج بھی حضرت عثمان ♦ کے نام ہے، یہاں کے بجلی پانی اور دیگر دیکھ بھال کے خرچ کا بل آج بھی حضرت عثمان ♦ کے نام آتا ہے، مدینہ کے بنکوں میں آج بھی حضرت عثمان ♦ کے نام کا اکاؤنٹ موجود ہے جسے ایک مجلس انتظامیہ چلاتی ہے، باغ کی آمدنی میں سے زیادہ حصہ مدینہ کے یتیمی، مساکین اور بیوگان پر خرچ ہوتا ہے اور جو بچ جائے اسے حضرت عثمان ♦ کے نام کا اکاؤنٹ میں جمع کر دیا جاتا ہے، اسی باغ کی آمدنی کی بچت سے مدینہ ہی میں ایک جائیداد اور ایک بڑا ہوٹل خرید لیا گیا ہے جس کی آمدنی مدینہ کے مستحقین پر ہی خرچ کی جاتی ہے، اس باغ کی زیارت پہلے بھی کئی دفعہ نصیب ہوئی، الحمد للہ! ایک بار پھر نبی ﷺ اور حضرت

علی ♦ کے اس محبوب بھانجے، نبی ﷺ کے دوہرے داماد کا باغ دیکھ کر دل باغ باغ ہو گیا۔ ہل من مبارز ؟ ہے کوئی جو حضرت عثمان ♦ کا مقابلہ کرے؟

مسجد نبوی کا پہلا قطعہ اگر خلیفہ بلا فصل صدیق اکبر ♦ نے خریدا، گنبد خضراء کا مقدس قطعہ ارض اگر بیوتکن ازواج مطہرات ۷۱ خصوصاً ام المؤمنین سید صدیقہ بنت صدیق ♦ کی بلا شرکت غیر ملکیت ہے سید الکونین ﷺ کے ہمراہ صدیق و فاروق شیخین کریمین ♦ اگر اسی حجرہ عائشہ □ میں مستقل قیام فرما ہیں تو نبی ﷺ کی فرمائش پر اصحاب نبی ﷺ اہل مدینہ کو بیٹھے پانی سے سیراب کرنے والے حضرت عثمان ♦ ذی شان بھی باغ اور پیر کے علاوہ مدینہ منورہ میں آج بھی مالک جائیداد ہیں، آج بھی اہل مدینہ ان کی سخاوت اور بندہ پروری سے فیضیاب ہو رہے ہیں، بھلا ہے کوئی جو مقابلہ کرے؟

لیجیے مسجد نبوی میں مغربی جانب سے داخل ہو کر میں باب عثمان کے سامنے پہنچا ہوں، باب عثمان کے اندر ایک وسیع ذخیرہ کتب ہے یہاں اہل علم، اہل تحقیق اور اہل ذوق آتے اور زیارت و استفادہ کرتے رہتے ہیں نہایت جید اور تاریخی کتب یہاں موجود ہیں، قرون اولیٰ حتیٰ کہ اصحاب رسول ﷺ کے زمانہ کے قلمی نسخے موجود ہیں، ان میں تفسیر وحدیث، سیرۃ وسوانح اور قرآن مجید کے نادر قلمی نسخے بھی ہیں، جو کوئی بھی علمی پیاس بجھانا چاہے اسے باب عثمان پر آنے پڑے گا اس کے سوا کوئی چارہ نہیں اور تاشقند والے قرآن کا صفحہ نمبر ۷۴ تو آج بھی خون عثمان ♦ کے ساتھ مرکھت شاہد عدل ہے۔

میں بائیں ہاتھ گھوما تو یہیں باب عثمان ♦ کے اندر ہی (مسجد نبوی کے اندر) زمزم کا ذخیرہ موجود پایا، مکہ مکرمہ بیت اللہ شریف کا تحفہ زمزم بڑے بڑے ٹینکروں میں بھر کر مدینہ لایا جاتا ہے، یہ بھی عجیب حقیقت ہے کہ سعودی حکام نے خدمتِ حجاج کے لیے مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ تک زمزم کی پائپ لائن بچھانے کا منصوبہ بنایا مگر زمزم نے انکار کر دیا، اس نے کہا مجھے تو حکم زمزم (ٹھہر جا) کا ہے اور میرا ایک وقار ہے میں چل کر ہرگز نہ جاؤں گا، ہاں مجھے اٹھا کر اعزاز و اکرام کے ساتھ لے جاؤ تو بے شک پیاسوں کی پیاس بجھاؤں گا، یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ سعودی ارباب بست و کشاد نے زمزم کی پائپ لائن عرفات لیجانا چاہی تو زمزم نے ادھر بھی جانے سے انکار کر دیا کہ میں تو مکہ مکرمہ ہی میں رہوں گا، چاہو تو گاڑیوں میں ٹینکروں میں اٹھا کر لے جاؤ، اب عرفات میں بھی خادمِ حرمین کے حکم سے ٹینکروں کے ذریعہ زمزم کا پانی سپلائی کیا جاتا ہے واہ رے اسماعیل ♦! تیرے قدموں کا تبرک اور تیری امی کی قربانیاں سلام اللہ علیکم اجمعین اور یہ نبی ﷺ اور صدیق و عمر و عثمان و علی □ آپ ہی کی آل ہیں۔

ہاں تو بڑے بڑے ٹینکروں میں زمزم بھر کر حرم مدینہ پہنچایا جاتا ہے، پھر اسے سقاء مدینہ کی اس زمانہ کی رہائش گاہ اور آج مسجد نبوی کے اندر باب عثمان ♦ کے اندر خزان الماء میں جمع کیا جاتا ہے، یہاں کے اس

بڑے سنور میں سینکڑوں زمزمیاں (پانی والے کین) رکھے ہیں جو تھوڑے تھوڑے وقفے کے بعد حسب ضرورت خدام حرم نبوی کے ذریعے زائرین کے سامنے رکھ دیے جاتے ہیں، قرآن و سنت کا خزانہ ہو، سیرۃ و سوانح اور تفسیر و حدیث کی جید اور قدیم ترین کتب ہوں یا حیاۃ جسم و جان کے لیے آب زمزم کا ذخیرہ ہو، ان سب کا تعلق ظاہر و باطن سیدنا عثمان ♦ کے ساتھ نظر آ رہا ہے، جو کوئی مسجد نبوی یا گنبد خضراء کی زیارت کو حاضری دیتا ہے وہ سخاوت عثمان ♦ سے لازماً مستفید ہوتا ہے اور جو انکار کر دے وہی محروم قسمت ہے۔

قرآن کہتا ہے کہ شہید زندہ ہیں، مگر یہاں تو کنواں، باغ، جائیداد، بنک اکاؤنٹ، یتامی، مساکین اور بیوگان کی خدمت کے لیے کمیٹی اور اخراجات کے لیے عثمان ♦ کے نام آنے والے مدینہ میونسپلٹی کے بل، یہ سب کیا ہے؟ کیا یہ زندگی، ہمیشہ کی زندگی، ظاہر و باہر زندگی کے لازوال ثبوت نہیں؟ ماننے والوں کے لیے دل کا سکون، نہ ماننے والوں کے دلوں کی جلن، قول موتوا بغیظکم مرجاؤ اپنے غیظ اور غصے میں، یہی تمہارے نصیب میں ہے اور اللہ تجھ سے راضی اور تو اللہ سے راضی، اے نبی ﷺ اور علی ♦ کے بھانجے، اے ام الحکیم البیضاء عمتہ النبی ﷺ کے نواسے!

لوجی پھر ہم مکہ آ گئے، یا اللہ! تو ہی لایا، ناحق ہم مسکینوں پر یہ تہمت ہے مختاری کی، سب کچھ آپ ہی کرتے ہیں، یہ سب نوازشیں، یہ سب مہمان نوازیاں آپ ہی کی ہیں، میں نے اپنے بھائی عزیز شاگرد عمران یوسف سے کہا کہ بھیا ہمیں ایک بار پھر بیعت رضوان کا نقشہ دکھا دیجیے، وہ گاڑی لے آئے، کہا پہلے توبہ تائب ہو جائیں، پھر عرفات چلیں گے، میں نے کہا سبحان اللہ! ان کے ساتھ اپنی گاڑی میں ان کے محترم والدین اور بھائی بھی تھے، اگلی سیٹ پر انہوں نے مجھے بٹھایا، بھائی محمد حنیف میرے پیچھے والی سیٹ پر بیٹھ گئے، منی اور مزدلفہ کی زیارت گاڑی کے اندر سے ہی نظر نوزر ہوئیں، عرفات پہنچ کر دوسرے احباب جبل عرفہ کی طرف زیارت کو گئے، احرام کی چادریں میرے ہمراہ تھیں، عصر کے بعد کا وقت تھا، لہذا نفل پڑھے بغیر چادریں اوڑھ کر لبیک پکار لیا، بندہ نے عمرہ کا احرام باندھ لیا، مولانا کی صاحب مدظلہ نے بتایا تھا کہ مکہ سے بیرون حرم یعنی جدہ یا عرفات جائیں تو عمرہ کی نیت کی جاسکتی ہے، عزیزم عمران یوسف ہی گاڑی چلا رہے تھے، حرم مکہ کی باہر والی سڑک سے ہوتے ہوئے حدیبیہ کا رخ کیا، مسجد حدیبیہ کی زیارت کی، دو نفل پڑھے، یہ وہ جگہ ہے جہاں سفیر رسول، سقاء، مدینہ نبی ﷺ اور علی ♦ کے بھانجے کی مکہ میں شہادت کی خبر پہنچی تھی اور سرور دو عالم ﷺ نے اپنی کم و بیش بیس سال کی کمائی چودہ سو صحابہ ☐ کی قربانی کا ارادہ فرمایا تھا، ان سے ”عثمان“ کا قصاص لینے کے لیے بیعت علی الموت لی تھی، اس پر سردارانِ قریش مکہ صلح کرنے پر مجبور ہو گئے تھے، اور عثمان ♦ کا قصاص اتنا اہم، اتنا واقع اور اتنا اللہ کو عزیز تھا کہ آسمانوں سے ان سرمایہ اسلام، اصحاب رسول ﷺ کے لیے چودہ سو رضوان شہادت نازل ہو گئے تھے، پھر عثمان ♦ بھی ید رسول ﷺ بن کر بیعت

علی الموت میں شامل ہو گئے تھے اور زمانہ خلافت نبی ﷺ کی تاکید پر خلعت خلافت نہ اتاری تھی اور شہادت کی خلعت سے سرفراز ہو گئے تھے، یہی مقام جو اس وقت حدیبیہ کہلاتا تھا، اب شمیمی کے نام سے مشہور ہے، الحمد للہ یہاں مسجد میں نماز مغرب اور نفل پڑھ کر دعا مانگی، اے اللہ! اپنے محبوب نبی ﷺ کے محبوب بھانجے، محبوب سفیر کے طفیل اہل حق کو غلبہ عطا فرما۔

احرام عرفات میں باندھا تھا، پھر حدود حرم میں داخل ہوئے، حدود حرم سے مسجد حدیبیہ میں آئے، یہاں شاید کچھ حصہ حرم سے باہر ہوگا، حرم سے حل، اب سوال پیدا ہوا کہ آیا عمرہ مکمل کیے بغیر حرم سے حل میں داخل ہونے کے لیے کسی جنایت کا ارتکاب تو نہیں ہوا تھا، مسجد حدیبیہ ہی میں ٹیلی فون پر مجدد الفقیر الاسلامی جھنگ کے شیخ الحدیث حضرت مولانا حبیب اللہ مدظلہ العالی سے رابطہ کی کوشش کی مگر رابطہ نہ ہوسکا، پاکستان میں اس وقت گیارہ بجے رات کا وقت تھا، شاید حضرت نوافل میں مشغول ہوں اور ٹیلی فون منقطع کر رکھا ہو، مولانا عبد الجبار سلفی سے رابطہ کیا، الحمد للہ! ان سے رابطہ ہو گیا اور مسئلہ ان کے سامنے رکھا، انہوں نے فرمایا، تم حرم سے حل میں آئے ہو اور احرام کے خلاف اور کوئی عمل نہیں کیا تو کچھ حرج نہیں ہوا۔

عزیز عمران یوسف نے ہم دونوں بھائیوں اور اپنے ساتھی رشتہ داروں کو جوس کے ڈبے لا کر پیش کیے اور پھر سوئے حرم رواں دواں ہوئے، حرم کعبہ کے صحن کے نیچے کاریں اور ٹیکسیاں وغیرہ آکر کھڑی ہوتی ہیں، ہم وہاں پہنچے تو عشاء کی اذان ہو چکی تھی، وضو تو موجود تھا، الحمد للہ نماز عشاء امام حرم کعبہ کے پیچھے اندرون حرم نصیب ہوئی۔

مسقہ میں ایک کمری (Ower Head Bridge) ایک کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ ۲۹ جون ۲۰۱۵ء کی صبح ہم اس کمری کے باہر والی طرف موجود ہوٹل فندق امیرۃ حمرة شریقی میں ٹھہرے تھے، دو دن بعد بروز خمیس مدینہ طیبہ روانہ ہو گئے، اب ۱۹، ۲۰ جولائی کی درمیانی شب اسی کمری مذکور کی دوسری جانب ہوٹل مسارات المملکتہ (۲) میں آکر ٹھہرے، بھائی تو نماز حرم میں ادائیگی کے بعد اس ہوٹل میں آجاتا، میرے دن رات کے اوقات اکثر بیت اللہ کے جوار میں گزرتے، سخت گرمی میں ایک کلومیٹر آنا اور پھر نماز کے بعد واپسی مشکل نظر آتی، لہذا کھانا وغیرہ کھانے یا بھائی سے ملنے کسی وقت ہوٹل میں آتا، ہوٹل اور مسقلہ کبری کے درمیان سڑکوں کے اوپر بڑے بڑے تین بورڈ لگے ہوئے تھے، جن میں مختلف سمتوں میں اطراف اور سڑکوں کی راہنمائی ظاہر کی گئی تھی۔

ایک بورڈ پر طریق سیدنا عثمان بن عفان ♦ الدائری لکھا ہوا تھا، دوسرے دونوں پر طریق سیدنا عمر بن الخطاب ♦ الدائری لکھا تھا۔ اگر سامنے جانا ہے تو بڑی سڑک عمر بن خطاب ♦ روڈ سے ہو کر جانا ہوگا اور دائیں بائیں جانا ہے تو عثمان بن عفان ♦ سرکل روڈ سے گزرے بغیر چارہ نہیں۔ واہ رے عثمان! ♦ اے

ابن عفان ♦ تیرا نام لیے بغیر مکہ اور مدینہ میں آنے والا کہیں گزر نہیں سکتا، شمال، مشرق میں مروہ کے پاس تیرا نام اور جنوب مغرب میں تیرے نام کے سرکلر روڈ، ہم مانتے ہیں کہ یہ نام یہاں کے رہنے والوں نے رکھے ہیں مگر کیا اللہ کی مشیت کے بغیر کچھ ہونا ممکن ہے، ہرگز نہیں، تو علی ♦ کا بھانجا، تو نبی ﷺ کا بھانجا، تو علی ♦ کا محبوب، تو نبی ﷺ کا محبوب، تو عبدالمطلب کی بیٹی، عبد اللہ کی جڑواں بہن ام الحکیم البیضاء کا سپوت، تو نبی ﷺ کی زبان پر جنت کی بشارت پانے والے دس میں سے تیسرا، تو فاروق اعظم ♦ کی مقرر کردہ خلافت کمیٹی کا مردِ عظیم، تو اپنوں پر اپنی ذاتی دولت کو ہمہ وقت لٹانے والا فردِ کریم، تو درجنوں بار نبی ﷺ کی زبان سے جنت کی خوشخبری پانے والا شہزادہ بنی عبدمناف، تو نے علی ♦ کی شادی پر خزانہ لٹایا تو نے بیرومہ کو خرید کر بیر عثمان ♦ بنا کر سرکارِ مدینہ ﷺ کو پیش کیا، تو نے نبی ﷺ کے اشارے پر مسجد نبوی کو اصحاب نبی ﷺ کے لیے وسعتیں دیں، تو نے کسی غزوہ میں تحلف نہ کیا، تو نے جنگ تبوک غزوہ ذات العسرة میں تہائی لشکر کا سارا سامان جنگ حاضر کیا، تو نے اس موقع پر اتنا زرو مال پیش کیا کہ لسان لا ینطق عن الہوی پر الفاظ جاری ہوئے ماضی عثمان ما عمل بعد الیوم، آج کے بعد عثمان ♦ جو کچھ بھی کرے اسے کچھ نقصان نہیں اور ہزاروں صحابہ کرام ؓ کے سامنے ہزاروں دینار رسول اللہ ﷺ اپنے مقدس ہاتھوں میں لیے نظر آئے، جن کی جھنکار عرشی و فرشی مقدسین نے سنی، واہ عثمان ♦ واہ!

کسی نبی ♦ کی دو بیٹیاں کسی امتی کے نکاح میں نہ آسکیں، ایک آپ ♦ ہیں کہ بنت رسول سیدہ رقیہ ؓ کی وفات پر جبریل امیں ♦ حاضری دے رہے ہیں، نبی ﷺ حضرت عثمان ♦ کو کہہ رہے ہیں کہ اے عثمان! یہ جبریل کھڑے ہیں مجھے کہہ رہے ہیں کہ اپنی بیٹی ام کلثوم ؓ کا نکاح عثمان ♦ کے ساتھ کر دو، اے عثمان ♦! بلاشبہ دنیا و آخرت کی کامیابیاں تیرے ہی گھر، تیرے ہی در، تیرے ہی قدموں کو چھو کر آگے بڑھ سکتی ہیں، اے عثمان ♦! یہ عاجز اس رمضان میں آپ ♦ کی مرقد مبارک پر حاضر ہوا، وہاں پر آج بھی پہرہ دیکھا کہ کوئی بدخواہ بدنگاہی نہ کر سکے، پہرہ تو عظیم مقامات پر ہی ہوا کرتا ہے، مرقد نبوی ﷺ، مرقد صدیقی ♦، مرقد فاروقی ♦، کے بعد آپ ♦ ہی کے مرقد پر محافظ دیکھے گئے، بیشک بندہ نے شہزادہ بنی عبدمناف، دوہرے داماد رسول اللہ ﷺ سے منسوب درجنوں نشانیوں کی زیارت کی، مرقد مقدس پر سلام عرض کیا، اے محبوب داماد رسول رب العالمین! ہم آپ سے درخواست گزار ہیں کہ یوم حشر یوم حساب اپنے آقا سید المرسل ﷺ کی خدمت میں ہماری سفارش کر دیجیے گا، اور جب اللہ کی رضوان اور رحمتیں آپ ♦ پر نچھاور ہوں گی، ہم عاجزوں کو اپنے قدموں میں جگہ عنایت کر دیجیے گا کہ

تیرے بغیر ہو نہ سکی زینتِ چمن

پھولوں نے لاکھ بار سجایا بہار کو

not found.

اشتہار فیصل آباد

عشرہ ذی الحجہ اور تکبیر تشریق

از حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی مدظلہ (کراچی)

الحمد لله الذي هدانا للاسلام ومنّ علينا بمحمد عليه الصلوة والسلام :
ماہ ذی الحجہ کے شروع کے دس دن اسلام میں خاص دن ہیں، احادیث مبارکہ میں ان کو سب سے افضل اور سب سے زیادہ عظمت والے دن بتایا گیا ہے، ان ایام میں عبادت، ذکر و تلاوت کے خصوصی فضائل ہیں، بقرعید کا دن خوشی اور مسرت کا دن ہے، اس میں نماز عید کے خاص احکام ہیں، اس دن قربانی کرنے کا حکم ہے جس کے بہت سے فضائل اور بے شمار احکام ہیں، ان کو جاننا ضروری ہے، ہم یہاں ان سب کو قدرے اختصار سے بیان کریں گے۔

ذی الحجہ کے ابتدائی دس دنوں کی فضیلت:

حضرت عبداللہ بن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کوئی دن ایسا نہیں کہ جس میں عمل صالح اللہ تعالیٰ کے یہاں ان (ذی الحجہ کے) دس دنوں کے عمل سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہو، صحابہ کرام ؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کیا جہاد بھی ان (ایام کے عمل) کے برابر نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا (ہاں) جہاد بھی ان (دونوں میں کیے ہوئے عمل) کے برابر نہیں، مگر وہ شخص جو جان و مال لے کر جہاد کے لیے نکلے پھر ان میں سے کوئی چیز بھی واپس نہ لائے (نہ جان نہ مال دونوں قربان کر دے، یعنی شہید ہو جائے) (بخاری شریف)

تشریح:

اس حدیث پاک میں ماہ ذی الحجہ کے ابتدائی دس دنوں کی بڑی فضیلت اور اہمیت بتلائی گئی ہے کہ اللہ جل شانہ کے نزدیک ان دس دنوں میں کیا ہوا نیک عمل اتنا محبوب اور پسندیدہ ہے کہ سال کے باقی دنوں کا کوئی عمل اتنا محبوب نہیں، سال کے تمام دنوں میں ان دس دنوں کے نیک اعمال سب سے زیادہ مقبول اور محبوب ہیں، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنا جو اسلام میں چوٹی اور سر کا مقام رکھتا ہے وہ بھی ان ایام کے اعمال کے برابر نہیں، البتہ جس شخص نے جان اور مال دونوں راہ خدا میں قربان کر دیے تو اس کی

یہ ایثار و قربانی اور شہادت، اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان ایام کے عمل نیک کے برابر پسندیدہ ہو سکتی ہے، لہذا ان مبارک دنوں میں خداوند قدوس جل شانہ کی اطاعت و بندگی بہت لگن سے کرنی چاہیے اور غیر ضروری دنیاوی علاقوں سے ہٹ کر ہمہ تن باری تعالیٰ کی یاد میں مشغول ہونا چاہیے، ذکر و فکر، تسبیح و تلاوت اور دیگر معمولات یومیہ میں کچھ نہ کچھ ضرور اضافہ کرنا چاہیے۔

عشرہ ذی الحجہ میں دن کو روزہ اور شب میں عبادت کی فضیلت:

حضرت ابو ہریرہ ♦ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کوئی دن ایسا نہیں ہے جس میں عبادت اللہ تعالیٰ کے نزدیک عشرہ ذی الحجہ سے زیادہ پسند ہو (کیونکہ) عشرہ ذی الحجہ میں سے ہر دن کا روزہ ایک سال کے روزوں کے برابر ہے اور اس کی ہر رات کی عبادت شب قدر کی عبادت کے برابر ہے۔
(مجمع الزوائد)

تشریح:

رسول کریم ﷺ کے مذکورہ ارشاد سے ذوالحجہ کے شروع کے دس دنوں کی کتنی عظیم الشان فضیلت معلوم ہوئی کہ اگر کوئی شخص ان دنوں میں ایک روزہ رکھے تو ایک سال کے روزے رکھنے کا ثواب ملے دو روزے رکھے تو دو سال کے روزوں کے برابر ثواب ملے، اگر کوئی مرد خدا اور آخرت کا حریص، دسویں تاریخ چھوڑ کر باقی پورے نو دن کے روزے رکھ لے تو اس کو نو سال کے روزوں کے برابر ثواب ملے گا، یہ تو دن کی فضیلت ہوئی اور شب کی فضیلت یوں سمجھنا چاہیے کہ اول تو رمضان المبارک میں شب قدر مل جانا کوئی یقینی نہیں، پھر مل جائے تو وہ صرف ایک ہی شب کی فضیلت ہے لیکن یہاں اس عشرے کی ہر شب میں جاگ کر ہر شخص شب قدر کی عبادت کا ثواب حاصل کر سکتا ہے اور شب قدر کو ہزار مہینوں سے بہتر بتلایا گیا جن میں تقریباً تیس ہزار راتیں ہونیں تو گویا شب قدر میں عبادت کرنا تیس ہزار راتوں کی عبادت سے بہتر ہے، اب ان دس دنوں کی راتوں میں عبادت کر کے ہر شخص یہ ثواب عظیم حاصل کر سکتا ہے ”وفی ذالک فلیتنافس المتنافسون آخرت کی کمائی کرنے والے آئیں اور اپنے جوہر دکھلائیں“۔

عشرہ ذی الحجہ میں بال اور ناخن:

ام المؤمنین حضرت ام سلمہ □ سے روایت ہے کہ رحمتِ دو عالم ﷺ نے فرمایا جب ذی الحجہ کا مہینہ شروع ہو جائے اور تم میں سے کسی کا قربانی کرنے کا ارادہ ہو تو اپنے بال اور ناخن نہ کاٹے۔ (مسلم شریف)

تشریح:

اس روایت کو اور اس جیسی دوسری روایات کو مد نظر رکھتے ہوئے علماء نے فرمایا ہے کہ قربانی کرنے والے کے لیے مستحب یہ ہے کہ ذی الحجہ کا چاند نظر آنے کے بعد قربانی کرنے تک نہ تو اپنے ناخن کترے اور نہ سر کے

بال موئدے، نہ کترے اور نہ بغل اور ناف کے نیچے کے بال صاف کرے، بلکہ بدن کے کسی بھی حصے کے بال نہ کاٹے، قربانی کرنے کے بعد ناخن تراشے اور بال کٹوائے، لیکن یاد رہے کہ ایسا کرنا مستحب ہے اور حتی الامکان مستحب پر عمل کرنا بھی چاہیے لیکن اگر کسی وجہ سے کوئی شخص قربانی سے پہلے مثلاً عید الاضحیٰ سے ایک دو روز پہلے خط بنوالے یا بدن کے مخصوص حصوں کے بال صاف کرے تو بھی کوئی گناہ نہیں ہے اور ایسا کرنے سے قربانی کے صحیح ہونے میں کوئی خلل نہیں آتا، قربانی درست ہو جاتی ہے۔

نویں تاریخ کا روزہ:

حضرت قتادہ ♦ سے روایت ہے کہ فرمایا محبوب رب العالمین ﷺ نے کہ بقرعید کی نویں تاریخ کے روزے کے بارے میں کہ میں اللہ پاک سے پختہ امید رکھتا ہوں کہ وہ اس کی وجہ سے ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کے گناہوں کا کفارہ فرمادیں گے (مسلم شریف)

تشریح:

ذی الحجہ کی نویں تاریخ کو جودن ہوتا ہے اس کو عرفہ کا دن کہتے ہیں، ذی الحجہ کے ابتدائی دس دنوں میں اس کی خاص اہمیت اور خاص فضیلت ہے، اس دن کا روزہ رکھنے سے اگلے اور پچھلے ایک سال کے گناہ صغیرہ معاف ہو جاتے ہیں، لہذا اس فضیلت کو حاصل کرنے کے لیے اس دن کا نفل روزہ رکھنا چاہیے اور اطاعت و بندگی میں خاص دلچسپی لینی چاہیے، گناہوں کی معافی اور دارین کی عافیت مانگنی چاہیے، البتہ بعض جگہ پر اس دن کچھ اپنے اپنے علاقہ میں بستی سے باہر میدان میں جمع ہو کر اہل عرفات کی مشابہت اختیار کر کے ذکر و دعاء میں مشغول ہوتے ہیں، یہ بالکل بے اصل بات ہے اور بدعت ہے اس سے پرہیز کرنا چاہیے۔

شب بقرعید کی فضیلت:

حضرت ابوامامہ ♦ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جس شخص نے دونوں عیدوں (یعنی عید الفطر اور عید الاضحیٰ) کی راتوں کو ثواب کا یقین رکھتے ہوئے زندہ رکھا تو اس کا دل اس دن نہ مرے گا جس دن لوگوں کے دل مردہ ہو جائیں گے (ابن ماجہ بحوالہ الترغیب)

تشریح:

عید الفطر اور بقرعید کی شب کو زندہ رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ ان راتوں کو عبادتِ الہی میں مشغول رکھے اور ذکر و تسبیح، صلہ رحمی، نیکوں کی محبت و ہم نشینی میں اس وقت کو پورا کرے، اہل و عیال کے ساتھ انس و محبت سے پیش آئے، عزیز و اقارب سے میل ملاقات اور حسن سلوک کرے، یہ سب کارہائے خیر ہیں اور عبادت

میں ان راتوں کو گزارے۔

اور یہ جو فرمایا گیا کہ ”ان راتوں میں عبادت کرنے والے کا دل مردہ نہ ہوگا“ اس کا مطلب یہ ہے کہ قیامت کے ہولناک اور دہشت ناک دن میں جب ہر طرف خوف و ہراس اور دہشت و گھبراہٹ پھیلی ہوئی ہوگی، لوگ بدحواس اور مدہوش ہوں گے اور ان کی نشہ کی سی کیفیت ہوگی، حالانکہ انہیں نشہ قطعاً نہ ہوگا لیکن عذاب الہی ایسی سخت چیز ہے جس سے لوگوں کی یہ حالت ہوگی، ایسے قیامت خیز دن میں حق تعالیٰ شانہ اس بندہ کو ہمت دے گا اور باسعادت زندگی بخشیں گے، خوف و دہشت کا دور دور تک کوئی نشان نہ ہوگا ہر بھلائی اس کے قدم چومے گی، اس پر رحمت ہی رحمت برستی ہوگی اور وہ بہت پر لطف اور ہمدست زندگی میں مگن ہوگا (حاشیہ الترغیب بتصرف)

حق تعالیٰ ہمیں بھی یہ نعمت نصیب فرمائے، اس لیے بقرعید کی شب بڑی مبارک بڑی سعادت والی رات ہے اس کی قدر کرنی چاہیے اور اس کی قدر دانی یہی ہے کہ اس رات کو کثرت ذکر اللہ اور درود شریف میں اور دیگر عبادات میں لگ کر گزارنی چاہیے۔

ساری رات نہ جاگ سکے تو جتنی رات آسانی سے جاگ کر عبادت کر سکے اتنا ہی کر لے، کم از کم عشاء اور فجر کی نماز تو ضرور ہی تکبیر اولیٰ کے ساتھ باجماعت ادا کرے اور درمیان میں جتنی دیر ذکر و عبادت کر سکے کرے، پھر سو جائے، اتنا کرنے پر بھی امید ہے کہ حق تعالیٰ محروم نہ فرمائیں گے۔

تکبیر تشریق کے احکام

تکبیر تشریق کسے کہتے ہیں؟:

تکبیر تشریق: اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَ اللّٰهُ اَكْبَرُ وَ اللّٰهُ اَكْبَرُ

(درمختار)

تکبیر تشریق کب سے کب تک پڑھیں:

عرفہ کے دن یعنی ذی الحجہ کی نویں تاریخ کی فجر سے ذی الحجہ کی تیرہ تاریخ کی عصر تک ہر فرض نماز کے بعد فوراً بلند آواز سے ایک مرتبہ تکبیر تشریق پڑھنا واجب ہے، البتہ عورتیں یہ تکبیر آہستہ آواز سے کہیں تاہم حساب سے یہ کل تیس (۲۳) نمازیں ہوتی ہیں جن کے بعد تشریق کہنا واجب ہے اور ان پانچ دنوں کو جن میں یہ تکبیریں کہی جاتی ہیں ”ایام تشریق“ کہتے ہیں (درمختار)۔

تکبیر تشریق بھول جانے کا حکم:

تکبیر تشریق ہر فرض نماز کے فوراً بعد کہنی چاہیے اگر کوئی شخص اس وقت کہنا بھول جائے یا جان کر نماز کے منافی کوئی کام کرے مثلاً قہقہہ مار کر ہنس پڑے یا کوئی بات کر لے خواہ جان کر یا بھول کر یا مسجد سے چلا جائے تو پھر تکبیر تشریق نہ کہنی چاہیے اور اس کی قضا بھی نہیں ہے، ہاں توبہ کرنے سے تکبیر تشریق چھوڑنے کا گناہ معاف ہو جائے گا، لہذا توبہ کر لے اور آئندہ خیال رکھے۔

البتہ اگر کسی شخص کا وضو نماز کے فوراً بعد ٹوٹ جائے تو بہتر یہ ہے کہ اسی حالت میں فوراً تکبیر کہہ لے وضو کرنے نہ جائے اور اگر وضو کر کے کہے تب بھی کہہ لینا جائز ہے (علم الفقہ و فتاویٰ دارالعلوم مدلل) اگر امام تکبیر کہنا بھول جائے:

اگر کسی نماز کے بعد امام تکبیر تشریق کہنا بھول جائے تو مقتدیوں کو چاہیے کہ فوراً تکبیر کہہ دیں یہ انتظار نہ کریں کہ جب امام کہے تب وہ کہیں (در مختار) تکبیر تشریق کتنی بار کہیں:

تکبیر تشریق ہر فرض نماز کے بعد صرف ایک مرتبہ کہنے کا حکم ہے اور صحیح قول کے مطابق ایک سے زیادہ مرتبہ کہنا خلاف سنت ہے۔ (شامی و فتاویٰ دارالعلوم مدلل) بقرعید کی نماز کے بعد تکبیر تشریق کا حکم:

بقرعید کی نماز کے بعد تکبیر تشریق کہنے نہ کہنے میں اختلاف ہے، بعض کے نزدیک کہہ لینا واجب ہے۔ (در مختار و بہشتی گوہر)

سفیر صدقات وغیرہ کو جدا گانہ تنخواہ دینا ضروری ہے

از: محترم جناب بشیر احمد صاحب (کوئٹہ)

آج کل جو اسلامی مدارس اور انجمنوں کے مہتمم یا ان کی طرف سے بھیجے ہوئے سفیر صدقات، زکوٰۃ وغیرہ مدارس اور انجمنوں کے لیے وصول کرتے ہیں، ان کا وہ حکم نہیں جو عاملین صدقہ کا اس آیت (توبہ ۹: ۶۰) میں مذکور ہے کہ زکوٰۃ کی رقم میں سے ان کی تنخواہ دی جاسکے، بلکہ ان کو مدارس اور انجمن کی طرف سے جدا گانہ تنخواہ دینا ضروری ہے، زکوٰۃ کی رقم میں سے ان کی تنخواہ نہیں دی جاسکتی (معارف القرآن: مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ - ادارۃ المعارف کراچی)

not found.

اشتہار تعمیر افکار

کسی دوسرے کی قربانی ہو خواہ وہ عید نماز پڑھے یا نہ پڑھے

مفتی عبدالحکیم صاحب (دارالافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان)

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ہم ہانگ کانگ میں رہتے ہیں اور قربانی پاکستان میں کرنا چاہتے ہیں، پاکستان میں عید ہانگ کانگ کے وقت کے مطابق تین گھنٹے پہلے ادا کی جاتی ہے، اس طرح کیا ہماری عید سے پہلے پاکستان میں قربانی کر لی جائے تو کیا وہ قربانی ادا ہو جائے گی؟

سائل: محمد ارشد (ہانگ کانگ)

۴

۱۱

پاکستان والے نماز عید کے بعد قربانی کریں گے تو آپ کی قربانی ہو جائے گی چونکہ قربانی میں اس جگہ کا اعتبار ہے جہاں قربانی کی جاتی ہے، ہاں اگر عید کی نماز ہو گئی ہے تو قربانی جائز ہے خواہ وہ قربانی کسی دوسرے کی ہو اور اس نے ابھی نماز عید نہ پڑھی ہو۔

و اول وقتہا بعد الصلوة ان ذبح فی مصر و المعبر مکان الاضحیة
لا مکان من علیہ فحلیة مصری اراد التعجیل ان یخرجہا لخارج المصر فیضحی بہا اذا
طلع الفجر (در مختار) فلو كانت فی السواد و المضحی فی المصر جازت قبل الصلاة
و فی العکس لم تجز (شامی ص ۳۱۸، ج ۶)

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ عبدالحکیم

۱۴۲۱-۱۲-۳ھ

الجواب صحیح

بندہ عبدالستار

۱۴۲۱-۱۲-۳ھ

not found.

اشتهاردار الاشاعت

(۲) آخری قسط

اختلاف امت کی اقسام

حضرت مولانا مفتی محمد انور اکاڑی صاحب

نیز علامہ عبدالرؤف منادی ؒ فرماتے ہیں کہ خلیفہ ہارون رشید نے امام مالک ؒ سے اپنے اس ارادہ کا اظہار کیا کہ جس طرح حضرت عثمان ؓ نے تمام لوگوں کو مصحف عثمانی پراکٹھا کر دیا تھا، میرا ارادہ ہے کہ تمام مسلمانوں کو موطا پر عمل کرنے کا حکم دوں، تو امام مالک ؒ نے فرمایا کہ ایسا نہیں ہو سکتا، کیونکہ حضور ﷺ کی وفات کے بعد صحابہ کرام ؓ تمام شہروں میں پھیل گئے تھے اور انہوں نے ہر شہر والوں کو اپنی اپنی روایات بیان کی ہیں اور حضور ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کا اختلاف رحمت ہے (فیض القدر ص ۲۰۱، ج ۱)

اس سے معلوم ہوا کہ امام مالک ؒ نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے اور تحریر وغیرہ میں ہے کہ جس حدیث سے کوئی مجتہد استدلال کرے وہ استدلال اس مجتہد کی جانب سے حدیث کی تصحیح شمار کی جاتی ہے (شامی ص ۵۵۳، ج ۴)

علامہ عبدالرؤف منادی ؒ ہارون رشید اور امام مالک ؒ کی مذکورہ گفتگو کا نتیجہ یہ نکالتے ہیں کہ اس اختلاف سے مراد احکام میں اختلاف ہے، جیسا کہ یہ بات ابن صلاح ؒ نے امام مالک ؒ سے نقل کی ہے (فیض القدر ص ۲۱۰، ج ۱)

بہر حال یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ دین کا یہ اختلاف اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے اور مجتہدین کے اس اختلاف کی مثال انبیاء کرام ؑ کی شریعتوں کا اختلاف ہے، اسی طرح قرآن پاک کی سات قراءتوں کا اختلاف بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے، جب یہ اختلاف رحمت ہے تو اس کی تردید نہیں کی جائے گی، اپنے مذہب کی وجوہ ترجیح کو ذکر کرنا تو درست ہے، مگر سو فیصد مخالف کی تردید درست نہیں، اس اختلاف کی مثال دنیا میں سبزیوں، پھلوں، غلوں کا اختلاف ہے، نیز رنگوں، شکلوں، آوازوں کا اختلاف بھی اسی قسم کا ہے، اللہ تعالیٰ نے بھی اختلاف لیل و نہار کو اپنی نشانی کے طور پر ذکر کیا ہے اور کسی شاعر نے بھی کہا ہے:

گلہائے رنگا رنگ سے ہے رونق چمن اے ذوق! اس جہاں کو ہے زیب اختلاف سے
البتہ دوسرا اختلاف ایسا بھی ہے جو رحمت نہیں بلکہ زحمت ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں لا تفرقوا (آل عمران: ۱۰۳) یعنی تم فرقوں میں نہ بٹو، یہ فرقے قابل تردید ہیں، ان کی مثال ایسی ہے جیسے جعلی دوائی بنانے والے اور دین میں یہ فرقے مختلف طریقوں سے بنتے ہیں، اس زمانہ میں اکثر فرقے وہ ہیں جو اجتماعی یا علاقے کے معروف مسائل کے خلاف، شاذ یا منکر مسائل ذکر کرنے سے پیدا ہوتے ہیں، مثلاً اس امت میں

معروف مسئلہ یہ تھا کہ قربانی صرف بہیمۃ الانعام کی جائز ہے اور بہیمۃ الانعام کی تعیین قرآن نے کر دی کہ وہ آٹھ جوڑے ہیں: بھیڑ، نرمادہ، بکری، نرمادہ، اونٹ، نرمادہ، گائے، نرمادہ۔

صاحب ہدایہ ﷺ نے کہا تھا کہ ان کے علاوہ اور کسی جانور کی قربانی جائز نہیں کیونکہ حضور ﷺ اور صحابہ کرام ﷺ سے اونٹ، گائے اور غنم کی (جنس) کے علاوہ قربانی کرنا نقل نہیں کیا گیا، اس پر ابن حجر ﷺ نے فرمایا کہ یہ بات ایسے ہی ہے جیسے صاحب ہدایہ ﷺ نے فرمایا کیونکہ یہی تین جنسوں کا ثبوت حدیث صحیح میں ہے اور حدیث صحیح یا غیر صحیح میں ان کے سوا کسی جانور کو زائد نہیں کیا گیا (الدرایہ) اور ابن قدامہ حنبلی ﷺ بھی فرماتے ہیں کہ قربانی صرف بہیمۃ الانعام کی ہوگی اور پھر چند سطروں کے بعد فرماتے ہیں کہ بہیمۃ الانعام اونٹ، گائے اور غنم کی جنس ہیں (المغنی ص ۹۹، ج ۱)

مگر بعض حضرات نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ گھوڑا جن کے نزدیک حلال ہے ان کے نزدیک قربانی بھی جائز ہے (فتاویٰ ستاریہ ص ۱۲۷، ج ۱) حالانکہ یہ نہ قرآن کا فیصلہ ہے نہ حدیث کا کہ جو چیز حلال ہو اس کی قربانی جائز ہو، ظاہر ہے کہ اس اعتبار سے تو ہر حلال جانور کی قربانی جائز ہوگی، بعض حضرات نے تو اس سوال کے جواب میں کہ ”مرغ اور مرغی کے اٹے پر قربانی ہو سکتی ہے“ لکھ دیا کہ حدیث جمعہ میں آیا ہے کہ جو شخص جمعہ میں سب سے پہلا آیا اس کو اونٹ کی قربانی کا ثواب اور اس کے بعد آنے والے کو گائے کی قربانی کا اور جو اس کے بعد آئے اس کو بکرے، بھیڑ کی قربانی کا اور جو اس کے بعد آیا اس کو مرغ کی قربانی کا اور اس کے بعد آیا تو اس کو اٹے کی قربانی کا ثواب ملے گا (ابن ماجہ، مشکوٰۃ، فتاویٰ رحمیہ ص ۱۴، ج ۴)

یہ حدیث اگرچہ جمعہ کے فضائل میں ملتی ہے لیکن اس قربانی سے عید الاضحیٰ والی قربانی کسی نے مراد نہیں لی تھی، تمام امت اس سے صدقہ مراد لیتی تھی مگر یہ فتویٰ امت میں انتشار کا سبب بنا، اور اس پر بڑے بڑے مفسد مرتب ہوئے، اور یہ امت کے اجماع کے بھی خلاف تھا، اسی طرح پوری امت کا اجماع تھا کہ بھینس، گائے کی جنس سے ہے زکوٰۃ میں جو گائے کا نصاب ہے وہی بھینس کا ہے، اسی طرح بھینس کا گوشت، دودھ، لسی، گھی، مکھن وغیرہ کا حلال ہونا اجماع امت سے چلا آ رہا تھا، نیز قربانی میں اس کا حکم گائے کا تھا کہ قربانی جائز ہونے اور سات آدمیوں کی شرکت اور عمر کے اعتبار سے جو احکام گائے کے ہیں وہی بھینس کے ہیں، مگر آج کل بہت سے لوگوں نے آخری یعنی قربانی کے حکم میں اختلاف شروع کر دیا ہے کہ بھینس کی قربانی جائز نہیں، چنانچہ فتاویٰ اہل حدیث میں ہے کہ قرآن مجید پارہ ۸ رکوع ۴ میں بہیمۃ الانعام کی چار قسمیں بیان کی ہیں، دنبہ، بکری، اونٹ، گائے اور بھینس ان چاروں میں نہیں، اور قربانی کے متعلق حکم ہے کہ وہ بہیمۃ الانعام میں سے ہو، اس بنا پر بھینس کی قربانی جائز نہیں (بحوالہ بھینس کی قربانی کا جائزہ) اسی طرح اور بھی کئی فتاویٰ اس بارہ میں شائع ہوئے جو اجماع امت کے خلاف تھے، چند سال قبل حافظ نعیم الحق ملتانی نے ایک کتاب ”بھینس کی قربانی کا تحقیقی جائزہ“ شائع کی ہے، اس کتاب کا دوسرا ایڈیشن بندہ کے پیش نظر ہے، اس کتاب

کے انتساب میں وہ لکھتے ہیں کہ جی میں آتا ہے کہ اس کتاب کو حضرت مولانا حافظ عبداللہ محدث دہلوی روپڑی ۱۵۵۰ کے نام گرامی سے موسوم کروں جن کی وجہ سے علمی حلقوں میں اس مسئلہ کی بحث کا آغاز ہوا (بھینس کی قربانی کا تحقیقی جائزہ ص ۴) نیز فرماتے ہیں کہ ”جب میں نے اس موضوع کا تحقیقی مطالعہ کیا اور مختلف لوگوں سے تبادلہ خیال ہوا تو معلوم ہوا کہ بھینس کی زکوٰۃ اور قربانی کے جواز پر پوری امت متفق ہے، صرف چودھویں صدی ہجری اور بیسویں صدی عیسوی میں برصغیر کے کچھ علمائے اہلحدیث کو اور ان کی وساطت سے عامۃ الناس کی ایک بھاری تعداد کو مسئلہ ہذا کا مواد سامنے نہ ہونے اور حقیقت حال واضح نہ ہونے کی وجہ سے کچھ غلط فہمیاں لگی ہیں“ (تحقیقی جائزہ ص ۳۱) نیز لکھتے ہیں کہ ”اس مسئلہ میں شبہات ڈالنے یا شبہات گلنے کے سلسلہ کو ابھی ایک صدی بھی نہیں گزری ورنہ اس سے پہلے یہ مسئلہ امت کے اجماع سے ثابت ہے“ (تحقیقی جائزہ ص ۳۹) نیز لکھتے ہیں کہ ”میری ناقص معلومات کے مطابق ہندوستانی و پاکستانی علماء سائقین میں سب سے پہلے جس عالم نے صراحت کے ساتھ زیر بحث مسئلہ میں عدم جواز کا فتویٰ صادر فرمایا ہے، وہ حضرت مولانا حافظ عبداللہ روپڑی امرتسری ۱۵۵۰ کی ذات گرامی ہے“ (تحقیقی جائزہ ص ۲۳۳) نیز شیخ محمد رفیق اثری شیخ الحدیث دارالحدیث محمدیہ جلاپور بھی لکھتے ہیں کہ ”یہ مسئلہ کہ قربانی میں بھینس کی جاسکتی ہے یا نہیں؟ سلف صالحین میں متنازعہ مسائل میں شمار نہیں ہوا، چند سال سے یہ مسئلہ اہل حدیث عوام میں قابل بحث بنا ہوا ہے“ (تحقیقی جائزہ ص ۳۵)۔

بہر حال یہ مسئلہ بھی چند سال سے اجماع امت کے خلاف چلا ہوا ہے، اللہ تعالیٰ اختلاف کرنے والوں کو رجوع کر کے امت کو پہلے کی طرح متفق ہونے کی توفیق عطا فرمائیں، اسی طرح علاقے کا جو معروف عمل ہو، اس کے خلاف کرنے سے شریعت نے روکا ہے، حضور ﷺ نے فرمایا انما الطاعة في المعروف (بخاری) کہ امیر کی اطاعت بھی معروف (نیکی) میں ہے منکر میں نہیں، مگر آج کل بعض شوافع کے مسائل حنفیوں میں مروج کرنے کی کوشش کی جاتی ہے، پھر غضب یہ ہے کہ اس کو اجتہادی مسئلہ کا عنوان دینے کے بجائے قرآن و سنت کا عنوان دیا جاتا ہے۔ مثلاً اس علاقہ کا اور ائمہ ثلاثہ ♦ کا معروف عمل تین دن قربانی کا ہے مگر یہاں بعض علاقوں میں چوتھے دن قربانی کر کے کہا جاتا ہے کہ ہم نے مردہ سنت زندہ کر دی ہے، حالانکہ بخاری شریف و صحاح ستہ کی دوسری کتب میں حضرت عائشہ، حضرت ابوسلمہ، حضرت ابن عمر، حضرت علیؓ وغیرہ صحابہ سے یہ حدیث معروف ہے کہ حضور ﷺ نے ایک مرتبہ اعلان فرمادیا کہ تین دن سے زندہ کوئی شخص گوشت اپنے گھر میں نہ رکھے، اگلے سال اگرچہ حضور ﷺ نے گوشت ذخیرہ کرنے کی اجازت دیدی مگر ان روایات سے یہ معلوم ہو گیا کہ قربانی کے کل دن تین ہیں کیونکہ اگرچہ چوتھا دن بھی قربانی کا ہوتا تو حضور ﷺ فرماتے کہ چوتھے دن کے بعد کسی کے گھر میں گوشت ذخیرہ نہ ہو، نیز حضرت ابن عمر ♦ فرماتے تھے کہ قربانی کے ایام یوم نحر (دس ذوالحجہ) کے بعد دو دن ہیں اور حضرت علی ♦ سے بھی اسی کی مثل منقول

ہے (موطا امام مالک) علامہ محمد بن علی حنبلی ؒ فرماتے ہیں کہ یہ حضرت عمر، حضرت علی، حضرت ابن عمر، حضرت ابن عباس، حضرت ابو ہریرہ ؓ کا مسلک ہے (فقہ الدلیل ص ۲۱۲، ج ۶) مگر ایک ضعیف روایت کہ سارے ایام تشریق ذبح کے دن ہیں، عوام میں پھیلائی جاتی ہے کہ اس حدیث سے چوتھے دن قربانی ثابت ہوگئی حالانکہ تقریباً اٹھارہ صحابہ کرام ؓ سے اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں کہ ایام تشریق ایام اکل و شرب و ذکر اللہ (کنز العمال) یعنی حضور ﷺ نے یہ اعلان کر دیا تھا کہ ایام تشریق میں روزہ نہ رکھو کیونکہ یہ کھانے، پینے اور ذکر کے دن ہیں، تو اس علاقے میں اس منکر روایت کے ذریعہ عوام کی چوتھے دن قربانی کروا کر قربانی ضائع کی جاتی ہے۔

اسی طرح ایک حدیث میں ہے کہ ہم نے حضور ﷺ کے ساتھ اونٹ سات آدمیوں کی طرف سے اور گائے سات آدمیوں کی طرف سے قربانی کی (مسلم) حدیث کے موافق اس علاقے کا معروف عمل یہی تھا کہ اونٹ میں گائے کی طرح سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں، اگر آٹھ آدمی شریک ہوئے تو کسی کی بھی قربانی نہیں ہوگی، مگر آج کل بعض متروک روایات کی وجہ سے اونٹ میں دس حصے رکھ کر عوام کی قربانیاں ضائع کی جا رہی ہیں۔

اسی طرح اس علاقہ کا معروف مسلک یہی تھا کہ بکرا ایک سال کا، گائے، بھینس دو سال اور اونٹ پانچ سال کا قربانی میں ذبح کیا جاسکتا ہے، خواہ اس کے دو دانت ٹوٹے ہوئے ہوں یا نہ ٹوٹے ہوں، مگر اب یہاں شوافع کا قول حدیث کے نام سے پھیلا یا جاتا ہے کہ جانور کا دو دانت ہونا ضروری ہے، اللہ تعالیٰ ان اختلافات سے بچنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

اشتہار جواہریتھی

جامعہ خیر المدارس کے دارالافتاء سے جاری شدہ استفتاء اور اس کا جواب

طلاق بائن دینے سے تعلیق ختم ہوگی یا نہیں؟

مفتی محمد عبداللہ صاحب (رئیس دارالافتاء جامعہ خیر المدارس ملتان)

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

زید نے غصہ کی حالت میں اپنی بیوی خالدہ کو کہا کہ اگر تو اپنی ماں کے گھر گئی تو تجھے طلاق ہے، طلاق ہے، طلاق ہے، اگر میں تجھے لے جاؤں تو پھر بھی تجھے طلاق ہے۔

پھر زید نے اپنی بیوی کو ایک طلاق بائن دیدی اور وہ عورت نہ تو طلاق بائن سے پہلے اور نہ تو عدت کے دوران اپنی ماں کے گھر گئی ہے پھر زید نے مطلقہ بائنہ سے دورانِ عدت نکاح جدید کر لیا، نکاح جدید کے بعد زید اپنی بیوی کو اپنے ساتھ اس کی ماں کے گھر لے گیا۔

ذکر کردہ مسئلہ کے بارے میں ایک مفتی ناصر صاحب فرماتے ہیں کہ محض طلاق بائن دینے سے تعلیق ختم ہوگئی ہے، جب زید نے نکاح جدید کر لیا تو زید کی بیوی زید کے لیے حلال ہے اور تعلیق بھی باقی نہیں ہے۔

دوسرے مفتی جمیل صاحب فرماتے ہیں کہ محض طلاق بائن دینے سے تعلیق ختم نہیں ہوتی بلکہ جب طلاق بائن کی عدت گزارنے کے بعد معلق علیہ جگہ پر نہ جاتی چونکہ زید نے دورانِ عدت نکاح جدید کیا ہے اس وجہ سے تعلیق اب بھی باقی ہے جب زید اپنی بیوی کو اس کی ماں کے گھر اپنے ساتھ لے گیا تو مذکورہ مسئلہ میں تعلیق کی دو صورتیں واقع ہیں ان میں سے تعلیق کی دوسری صورت پائی گئی ہے، اس صورت کے اندر طلاق کا حق اب بھی باقی ہے اور رجوع بھی کر لیا ہے، اس لیے زید کی بیوی زید کے لیے حلال ہے اور تعلیق اول صورت والی وہ بھی باقی ہے، جب زید کی بیوی اپنی ماں کے گھر جائے زید کے ساتھ ہی جائے، اور نہ تو اکیلی جائے اور نہ کسی اور کے ساتھ ورنہ طلاق پڑ جائے گی۔

تیسرے مفتی طارق صاحب فرماتے ہیں کہ زید کی بیوی زید کے ساتھ جائے یا خود جائے ہر حال میں مطلقہ مغلطہ ہو جائے گی کیونکہ تعلیق کی دوسری صورت اول صورت کی تاکید ہے اور اول صورت کے اندر طلاق کا تین مرتبہ تلفظ ہوا، اس وجہ کی بنیاد پر تین طلاق واقع ہو گئیں کیونکہ مقصود تھا دخول دار اور وہ ثابت ہو گیا۔

اور یہ بھی فرماتے ہیں کہ صورت ثانی صورت اول کی تاکید نہ مانیں تو پھر بھی عورت مطلقہ ہو جائے گی کیونکہ فقہاء کرام نے ایسی دو تعلیق جو ایک چیز کے ساتھ معلق ہو اور ان میں سے ایک عام اور دوسری خاص ہو تو فقہاء کرام نے دونوں تعلیقوں پر حکم جاری کیا ہے جیسے (بحر الرائق ص ۳۳ ج ۴، دارالکتب العربیہ) میں ہے کہ شوہر نے اپنی بیوی حاملہ کو کہا اذا ولدت ولدا فانک طالق اثنین ثم قال (پھر کھا) ان کان

الولد الذی تلدینہ غلاما فانت طالق فولدت غلاما طلقت ثلاث (باب التعليق) دیکھو یہاں پر فقہاء کرام نے دونوں تعلیقوں پر حکم جاری فرمایا لہذا مذکورہ مسئلہ کے اندر یہ بھی حکم جاری ہوگا اور زید کی بیوی زید کے لیے مغلطہ ہو جائے گی۔

سائل: عبداللہ

ج

ا

خط کشیدہ الفاظ کہنے سے بظاہر دو تعلیقیں ثابت ہو گئی ہیں، پہلی تعلیق خالدہ کے زید کے بغیر جانے کے ساتھ اور دوسری تعلیق زید کے ساتھ جانے پر ہے، پہلی تعلیق تین طلاق کی ہے جب کہ دوسری تعلیق صرف ایک طلاق کی ہے بالخصوص جبکہ تین کی نیت تعلیق ثانی میں نہ ہو اگر تین کی نیت کی بھی ہو تب بھی معتبر نہیں ہونی چاہیے، کیونکہ انت طالق میں تین کی نیت معتبر نہیں، چنانچہ تنویر الابصار میں ہے: ”طلقتک و انت طالق و مطلقة و يقع بها واحدة رجعية و ان نوى خلافتها“ اس پر علامہ صفی فرماتے ہیں: ”من البائن او اکثر“ شامیہ (ص ۴۲۱، ج ۲)

صورتِ مسئلہ میں شرط ثانی چونکہ زید کی ملکیت میں پائی گئی ہے لہذا اس پر جزاء کا ترتب ہو گیا، دوسری طلاق بھی واقع ہو گئی اور تعلیق ثانی ختم ہو گئی، ہندیہ میں ہے ”فبوجود الفعل مرة تم الشرط و انحلت اليمين فلا تبحق الحن بعده الا في كلما“ (شامیہ ص ۸۲، ج ۲)

البتہ تعلیق اول باقی ہے شرط کی خلاف ورزی کرنے پر وہ بھی مرتب ہو جائے گی، نیز اب زید کو صرف ایک طلاق کا حق باقی ہے۔

ہماری ناقص رائے میں مفتی جمیل احمد صاحب کی تحقیق درست ہے، مفتی ناصر صاحب کی رائے محل نظر ہے کیونکہ صرف بائن طلاق دینے سے تعلیق ختم نہیں ہوتی بلکہ صرف ایک مرتبہ وجدان شرط سے تعلیق ختم ہو جائے گی، بشرطیکہ تعلیق ”كلما“ سے نہ ہو۔ ”ففي هذه الالفاظ اذا وجد الشرط انحلت اليمين و انتهت لانها لا تقتضى العموم و التكرار الخ“ (ہندیہ ص ۸۲، ج ۲)

مفتی محمد طارق صاحب صاحب نے دونوں شرطوں کو جو ایک بنایا وہ بھی سمجھ میں نہیں آیا کیونکہ اس کی تعلیق دخول دار کے ساتھ نہیں بلکہ والدین کے ہاں جانے پر ہے، اگر خالدہ کے والدین محلہ میں کسی کے ہاں کسی تقریب میں تھے خالدہ وہاں پہنچ گئی تو کیا اس صورت میں طلاق واقع نہ ہوگی؟ یقیناً طلاق واقع ہو جائے گی کیونکہ والدین کے ہاں جانا پایا گیا حالانکہ دخول دار تو نہیں پایا گیا، لہذا اس کی روشنی میں ذکر کردہ جزئیہ بھی منطبق نہیں کیونکہ زیر بحث صورت میں دو شرطیں ہیں جب کہ مذکورہ جزئیہ میں شرط ایک ہے، جب شرط متحد ہو تو دونوں جزائیں مرتب ہو جاتی ہیں۔

فقط واللہ تعالیٰ اعلم

بندہ محمد عبداللہ عفا اللہ عنہ

۲۰-۱۱-۱۴۳۶ھ

 ابوعمار فياض احمد عثمانى

❧ جامعہ کے مہتمم اور وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے ناظم اعلیٰ حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری رید جہدہم کے گن مین حافظ زاہد اقبال صاحب کے والد ماجد جناب ملک غلام سرور صاحب (شیر شاہ ملتان) ۲۶ ستمبر ۲۰۱۵ء مطابق ۷ ذوالقعدہ ۱۴۳۶ھ بروز بدھ انتقال کر گئے ہیں، مرحوم کی عمر ۷۶ برس تھی، نماز، روزہ کے پابند اور تبلیغی جماعت کے اہم رکن تھے، ساری زندگی دعوت و تبلیغ میں گزری، پسماندگان میں پانچ بیٹے اور دو بیٹیاں سوگوار چھوڑی ہیں، نماز جنازہ جمعرات کے دن صبح آٹھ بجے جامعہ کے شعبہ دعوت والا ارشاد کے رئیس وکیل احتناف حضرت مولانا مفتی محمد انور اکاؤنٹی مدظلہم نے پڑھائی، جس میں جامعہ کے ناظم بھائی عبدالمنان صاحب، ڈرائیور شیر خان صاحب اور گن مین بھائی چوہدری محمد سلطان، ملک ریاض اور بھائی انعام نے شرکت کی۔
اللہ پاک تمام مسافرانِ آخرت کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے۔

مرسلہ: جناب بشیر احمد صاحب (کوئٹہ)

آج کل جو اسلامی مدارس اور انجمنوں کے مہتمم یا ان کی طرف سے بھیجے ہوئے سفیر صدقات، زکوٰۃ وغیرہ مدارس اور انجمنوں کے لیے وصول کرتے ہیں ان کے قبضہ ہو جانے کے بعد زکوٰۃ اس وقت تک ادا نہیں ہوتی جب تک یہ حضرات اس کو مصرف پر خرچ نہ کر دیں، اور جب تک یہ اس مال کو مصرف پر خرچ نہ کر دیں، ان کا قبضہ ایسا ہی ہے جیسا کہ زکوٰۃ کی رقم خد مال والے کے پاس رکھی ہو، اس معاملہ میں عام طور پر غفلت برتی جاتی ہے، بہت سے ادارے زکوٰۃ کا نقد وصول کر کے اس کو سالہا سال رکھے ہوتے ہیں، اور اصحاب زکوٰۃ سمجھتے ہیں کہ ہماری زکوٰۃ ادا ہوگئی، حالانکہ ان کی زکوٰۃ اس وقت ادا ہوگی جب ان کی رقم مصارف زکوٰۃ میں صرف ہو جائے (معارف القرآن صفحہ ۳۹۹، جلد ۴: مفتی محمد شفیع ۵۵۔ ادارۃ المعارف کراچی)

not found.

اشتهار خطبات مشاهير

جامعہ خیر المدارس ملتان کے مہتمم حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری مدظلہ کی مصروفیات و اسفار

ترتیب: مولانا شبیر احمد بہلوی صاحب (مدرس جامعہ خیر المدارس ملتان) ◇◇◇◇◇◇◇◇

مدرسہ دبستان حمیرا □ ملتان کی تقریب میں خطاب:

۳۰ شوال ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۶ اگست ۲۰۱۵ء بروز اتوار حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے جامعہ خیر المدارس ملتان کی شاخ مدرسہ دبستان حمیرا □ (جسٹس عبدالحمید کالونی ملتان) میں دراست دینیہ کورس کے آغاز پر منعقدہ افتتاحی تقریب میں شرکت کی اور مدارس دینیہ کے نصاب تعلیم پر خطاب کیا، اس تقریب میں حضرت مہتمم صاحب کے صاحبزادے اور جامعہ کے استاذ مولانا احمد حنیف جالندھری اور راقم الحروف بھی شریک تھے، جب کہ مستورات میں حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم کی اہلیہ محترمہ اور جامعہ خیر المدارس کے شعبہ تعلیم النساء کی مدیرہ محترمہ باجی ام احمد صاحبہ زید مجدہم نے ”تحصیل علم اور فروغ تعلیم میں خواتین اسلام کے کردار“ پر تفصیلی خطاب فرمایا۔
متحدہ علماء کونسل لاہور کے استقبالیہ میں شرکت:

۴ رزی قعدہ ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۰ اگست ۲۰۱۵ء بروز جمعرات حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے جوہر ٹاؤن لاہور میں مولانا الطاف الرحمن، مولانا ندیم اسلم اور حافظ نعمان حامد کی دعوت پر متحدہ علماء کونسل کی طرف سے دیے گئے استقبالیہ میں شرکت کی اور تقریب میں موجود علمائے کرام اور دیگر مہمانوں سے موجودہ ملکی صورتحال پر تفصیلی گفتگو فرمائی
ڈپٹی چیئرمین سینٹ آف پاکستان مولانا عبدالغفور حیدری سے ملاقات:

اسی روز حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے جامعہ الخیر لاہور میں سینٹ آف پاکستان کے ڈپٹی چیئرمین اور جمعیت علمائے اسلام پاکستان کے مرکزی ناظم اعلیٰ مولانا عبدالغفور حیدری صاحب سے ملاقات کی اور مختلف امور پر تبادلہ خیال کیا، اس موقع پر وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل مولانا قاضی عبدالرشید، سیکرٹری اطلاعات جمعیت علمائے اسلام پاکستان مولانا امجد خان اور پیر طریقت حضرت مولانا عزیز الرحمن ہزاروی بھی موجود تھے۔

وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف سے ملاقات:

اسی روز حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے حضرت مولانا عبدالغفور حیدری صاحب، مولانا پیر عزیز الرحمن ہزاروی صاحب، مولانا قاضی عبدالرشید صاحب، مولانا محمد امجد خان صاحب کے ہمراہ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف سے لاہور میں ملاقات کی، صوبائی وزیر قانون رانا ثناء اللہ، چیف سیکرٹری پنجاب، آئی جی پنجاب، ہوم سیکرٹری پنجاب، ڈپٹی آئی جی انسداد دہشت گردی پولیس سمیت دیگر اہم حکومتی ذمہ داران بھی موجود تھے، حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے وزیر اعلیٰ پنجاب کو دینی مدارس کے خلاف اندھا دھند کریک ڈاؤن، اساتذہ و طلبہ کو

ہر اسان کرنے، علمائے کرام کے نام غلط طور پر فورٹھ شیڈول میں شامل کرنے اور ان کے خلاف ناجائز مقدمات قائم کرنے کی تفصیلات سے آگاہ کیا۔

وزیر اعلیٰ پنجاب نے یقین دہانی کرائی کہ ان کی حکومت مدارس کے بارے میں کسی قسم کے منفی عزائم نہیں رکھتی بلکہ اس حوالہ سے تمام شکایات کا ازالہ کرنے کی خواہاں ہے، وزیر اعلیٰ پنجاب نے رانا ثناء اللہ (صوبائی وزیر قانون) کی سربراہی میں حکومتی ارکان، وفاق المدارس العربیہ پاکستان اور جمعیت علماء اسلام پاکستان کے نمائندوں پر مشتمل کمیٹی بنائی جو تمام معاملات کا تفصیلی جائزہ لے کر وزیر اعلیٰ کو رپورٹ پیش کرے گی جس پر عملی اقدامات کیے جائیں گے۔

جامعہ کے منتظمین شعبہ جات کے اجلاس میں شرکت:

۷/ مئی ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۳/ اگست ۲۰۱۵ء بروز اتوار حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے جامعہ خیر المدارس ملتان کے منتظمین شعبہ جات کے اجلاس کی صدارت کی اور مختلف شعبہ جات (دارالاقامہ، مطعم، اقامت صلوٰۃ، بجلی، سیکورٹی) کی کارکردگی کا جائزہ لے کر مفید اور اہم ہدایات جاری فرمائیں، اس اجلاس میں ناظم اعلیٰ مولانا نجم الحق، ناظم جامعہ مولانا عبدالمنان، ناظم تعلیمات مولانا شمشاد احمد، مولانا خورشید احمد، مولانا محمد یحییٰ انصاری، مولانا کلیم اللہ تونسوی، مولانا کفایت اللہ، مولانا ثناء اللہ، مولانا احمد حنیف جالندھری، قاری بلال احمد، بھائی مظہر سعید اور راقم الحروف (شبیر احمد) نے شرکت کی۔

تھائی لینڈ کا تین روزہ دورہ:

۱۰/ مئی ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۶/ اگست ۲۰۱۵ء بروز بدھ حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم جامعہ سے اسلام آباد، پھر اسلام آباد سے تھائی لینڈ کے تین روزہ دورے پر روانہ ہوئے۔

جامعہ کاشف العلوم سرابوری (تھائی لینڈ) کا معائنہ:

۱۱/ مئی ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۷/ اگست ۲۰۱۵ء بروز جمعرات حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم صبح کے وقت بنکاک پہنچے تو مولانا محمد الیاس صاحب اور جناب علی خان نے علماء کرام کے بڑے وفد کے ہمراہ ایئر پورٹ پر شاندار استقبال کیا، بعد ازاں بنکاک سے ضلع سرابوری پہنچے جہاں جامعہ کاشف العلوم، الاسلام فاؤنڈیشن کا تفصیلی معائنہ کیا، اس سفر کا مقصد بھی جامعہ کاشف العلوم، الاسلام فاؤنڈیشن سرابوری کا وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے ساتھ الحاق کے لیے معائنہ کرنا تھا جس کی درخواست جامعہ کاشف العلوم کے مہتمم جناب علی خان اور ناظم اعلیٰ مولانا محمد الیاس نے کی تھی۔

بنکاک (تھائی لینڈ) میں پاکستانی قونصل جنرل امجد امین سے ملاقات:

۱۲/ مئی ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۸/ اگست ۲۰۱۵ء بروز جمعہ المبارک حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے بنکاک میں پاکستانی قونصل جنرل امجد امین صاحب سے ملاقات کی اور تھائی لینڈ و پاکستان کے تعلیمی اداروں کے درمیان باہمی تعاون، تھائی لینڈ کے تعلیمی اداروں کا وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے ساتھ الحاق اور پاکستانی تعلیمی اداروں میں داخلہ کے خواہشمند تھائی لینڈ کے طلبہ کو ویزوں میں سہولت دینے کے بارے میں گفتگو کی، محترم امجد امین نے مذکورہ

امور میں مکمل تعاون کی یقین دہانی کروائی۔

جامعۃ الخیر لاہور میں ماہانہ درس قرآن کریم میں خطاب:

۱۴ ارڈی قعدہ ۱۴۳۶ھ مطابق ۳۰ اگست ۲۰۱۵ء بروز اتوار حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے جامعۃ الخیر جوہر ٹاؤن لاہور کے ماہانہ پروگرام درس قرآن میں شرکت کی اور حسب معمول قرآن کریم کا درس دیا۔

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کی تقریب میں شرکت:

۱۵ ارڈی قعدہ ۱۴۳۶ھ مطابق ۳۱ اگست ۲۰۱۵ء بروز بدھ حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم، حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ کی دعوت پر دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک تشریف لے گئے اور ”خطبات مشاہیر“ کی تقریب رونمائی میں شرکت کی، جس کی صدارت شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ نے فرمائی۔ حضرت مولانا سمیع الحق مدظلہ نے دارالعلوم حقانیہ میں تشریف لانے والی شخصیات کے بیانات ۱۰ جلدوں میں ”خطبات مشاہیر“ کے نام سے مرتب کیے ہیں، جب کہ ایک جلد اکابر وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے بیانات اور وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے زیر اہتمام دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں منعقد ہونے والے اجلاسوں کی روئیداد پر مشتمل ہے۔

اتحاد تنظیمات مدارس پاکستان کے اجلاس میں شرکت:

۷ ارڈی قعدہ ۱۴۳۶ھ مطابق ۲ ستمبر ۲۰۱۵ء بروز بدھ حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے اسلام آباد میں اتحاد تنظیمات مدارس پاکستان کے اجلاس میں شرکت کی، اجلاس میں دینی مدارس سے متعلقہ امور پر مشاورت اور وزارت مذہبی امور سیکرٹریٹ میں ہونے والے اجلاس کے لیے لائحہ عمل طے کیا گیا۔

پروفیسر ڈاکٹر احمد بن یوسف الدریولیش صدر اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد سے اظہار تعزیت:

۱۸ ارڈی قعدہ ۱۴۳۶ھ مطابق ۳ ستمبر ۲۰۱۵ء بروز جمعرات حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے مولانا عبید اللہ خالد، مولانا عبدالقدوس محمدی اور قاری محمد الیاس کے ہمراہ الجامعۃ الاسلامیہ العالمیہ (انٹرنیشنل اسلامی یونیورسٹی) اسلام آباد کے صدر پروفیسر ڈاکٹر احمد بن یوسف الدریولیش سے ملاقات کی اور ان کی والدہ کی وفات پر اظہار تعزیت کیا۔

وفاقی وزیر مذہبی امور سردار محمد یوسف خان کی زیر صدارت منعقدہ اجلاس میں شرکت:

اسی روز حضرت مہتمم صاحب زید مجدہم نے قائدین اتحاد تنظیمات مدارس پاکستان کے ہمراہ وزارت مذہبی امور سیکرٹریٹ اسلام آباد میں وفاقی وزیر مذہبی امور پاکستان سردار محمد یوسف خان کی زیر صدارت منعقدہ اجلاس میں شرکت کی اور دینی مدارس کی ترجمانی کرتے ہوئے فرمایا کہ دینی مدارس نے کبھی بھی رجسٹریشن سے انکار نہیں کیا لیکن میڈیا میں یہ تاثر دیا جا رہا ہے کہ مدارس رجسٹریشن سے انکاری ہیں جو کہ غلط ہے، اسی طرح مدارس کے بینک اکاؤنٹ کھلوانے پر عمل پابندی ہے جس کی وجہ سے مدارس کا آڈٹ کروانے میں مشکل پیش آرہی ہے، نیز حضرت مہتمم صاحب نے دینی مدارس کی اسناد کی حیثیت اور مدارس کی نمائندہ تنظیمات کو امتحانی بورڈ کا درجہ دینے کے بارے میں مفصل اور مدلل گفتگو فرمائی۔

وفاقی وزیر مذہبی امور سردار محمد یوسف خان نے یقین دہانی کرائی کہ رجسٹریشن کے عمل کو زیادہ سے زیادہ سہل بنانے کی کوشش کریں گے تاکہ تمام مدارس کی رجسٹریشن مکمل ہو سکے، بینک اکاؤنٹ کے معاملہ پر قائدین مدارس اور گورنر اسٹیٹ بینک آف پاکستان کی براہ راست ملاقات کروا کر یہ معاملہ بھی جلد از جلد حل کریں گے، نیز وفاقی وزیر مذہبی امور نے مدارس کے امتحانی نظام، اسناد کی سرکاری حیثیت اور تنظیمات مدارس کو امتحانی بورڈ کا درجہ دینے کے معاملہ پر سیکرٹری تعلیم کی سربراہی میں کمیٹی بھی تشکیل دیدی۔

اس اجلاس میں وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی طرف سے حضرت مہتمم صاحب زید محمد ہم کے علاوہ مولانا عبید اللہ خالد، مولانا عبدالقدوس محمدی، مولانا حبیب الرحمن، مفتی عبدالرحمن، تنظیم المدارس پاکستان کے جنرل سیکرٹری صاحبزادہ مولانا عبدالمصطفیٰ ہزاروی، وفاق المدارس السلفیہ کے سیکرٹری جنرل مولانا یاسین ظفر، رابطہ المدارس پاکستان کے سیکرٹری جنرل مولانا ڈاکٹر عطاء الرحمن، وفاق المدارس الشیعہ کے نصرت شاہانی جب کہ حکومت کی طرف سے سیکرٹری وزارت مذہبی امور، سیکرٹری وزارت تعلیم، ایڈیشنل سیکرٹری وزارت داخلہ، چاروں صوبائی سیکرٹری اور محکمہ اوقاف کے ذمہ داران بھی شریک ہوئے۔

وزیراعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف کی زیر صدارت منعقدہ اجلاس میں شرکت

۲۲ مئی ۱۴۳۶ھ مطابق ۷ ستمبر ۲۰۱۵ء بروز سوموار حضرت مہتمم صاحب زید محمد ہم نے قائدین اتحاد تنظیمات مدارس پاکستان کے ہمراہ پرائم منسٹر سیکرٹریٹ اسلام آباد میں وزیراعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف کی زیر صدارت منعقدہ اجلاس میں شرکت کی اور دینی حلقوں کی بھرپور ترجمانی کرتے ہوئے فرمایا دینی مدارس پر بلا جواز چھاپوں، اساتذہ و طلبہ کو ہراساں کرنے، جھوٹے مقدمات قائم کرنے اور بے گناہ علماء کرام کے نام فورتھ شیڈول میں داخل کرنے کا سلسلہ ختم کیا جائے نیز مدارس نے کبھی رجسٹریشن سے انکار نہیں کیا البتہ رجسٹریشن کا عمل سہل بنایا جائے۔ اسی طرح ہر داڑھی والے شخص اور حجاب والی خاتون کو دہشت گرد سمجھنے کی روش ترک کی جائے۔

وزیراعظم پاکستان نے کہا کہ مدارس مثبت کردار ادا کر رہے ہیں ان کی رجسٹریشن کا عمل سہل بنایا جائے گا۔ حکومت مدارس کے ساتھ ہر ممکن تعاون کرے گی اسی طرح دہشت گردی کو کسی مذہب یا مدرسہ سے جوڑنے کے خلاف بھی کارروائی کرے گی۔

اس اجلاس میں وزیراعظم کے ہمراہ چیف آف آرمی سٹاف جنرل راجیل شریف، وفاقی وزیر داخلہ چودھری ثار علی خان، وفاقی وزیر مذہبی امور سردار محمد یوسف، وزیر مملکت برائے تعلیم میاں بلخ الرحمن، ڈی جی آئی ایس آئی و دیگر اعلیٰ حکام بھی موجود تھے جبکہ تنظیمات مدارس پاکستان کی نمائندگی شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی، ناظم اعلیٰ وفاق المدارس العربیہ پاکستان حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری، مولانا مفتی منیب الرحمن، مولانا عبدالملک، پروفیسر ساجد میر، مولانا عبدالمصطفیٰ ہزاروی، مولانا یاسین ظفر، مولانا عطاء الرحمن، قاضی نیاز حسین نقوی، اور ڈاکٹر سید محمد نے کی۔

not found.

استهارة حقيقة الخير

not found.

not found.

not found.

